عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد:۲۶ | ۱۸ تا ۲۴/ رجب ۱۴۲۸ھ مطابق یکم تا ۷/ اگست ۲۰۰۷ء | شمارہ:۲۹

قیمت ۷ روپے

قرآن کریم سے غفلت و بے توجہی

اسوۂ حسینی کے علمبردار اسلام

توبہ کرنے والے حضرات کے لئے ہدایات و معمولات

کامیابی کی راہیں

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

بیک وقت دی گئی تین طلاق:

(کاشف سمیع، میرپور خاص)

س:...... میں نے اپنی بیوی کو خط کے ذریعے تین طلاق لکھ کر بھیجی، جو اس کو مل گئی، لیکن میں نے چند علماء سے سنا ہے اور میں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دینا صحیح نہیں ہے اور یہ خط ایک ہی طلاق شمار ہوگی، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری حیات طیبہ میں ایسا ہی ہوتا رہا ہے، میں نے ایک عالم سے فتویٰ بھی لیا اور دو آدمیوں کی موجودگی میں رجوع نامہ لکھا اور اس کو بیوی کو ارسال کردیا، جو انہوں نے قبول کرلیا، لیکن اس کے گھر والوں نے آنے نہیں دیا اور اس کی دوسری شادی کردی۔ کیا ان حالات میں دوسری شادی صحیح ہے یا نہیں؟ کیا وہ گناہ میں شمار ہوگا؟

ج:...... بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں، اس پر حضرات صحابہ کرامؓ کا اجماع ہے اور چاروں ائمہؒ کا بھی اس پر اتفاق ہے۔ لہٰذا آپ کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوچکی ہیں، اور وہ آپ کی بیوی نہیں رہی۔ آپ کا اس سے رجوع کرنا، یا رجوع نامہ لکھنا صحیح نہیں ہے، آپ کی بیوی کے گھر والوں نے صحیح کیا ہے۔ ان کو چاہئے کہ عدت کے بعد اب اس کا کہیں دوسری جگہ عقد نکاح کردیں۔

ہاں یہ بات دوسری ہے کہ تین طلاقیں بیک وقت دینا خلاف سنت ہے اور بُرا ہے، لیکن اگر کسی نے ایسا کرلیا تو بہرحال تین طلاقیں ہوجائیں گی، اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کسی کو قتل کرنا بُرا فعل ہے، لیکن اگر کسی نے کسی کو گولی ماردی تو وہ بہرحال مرجائے گا۔

مولانا سعید احمد جلال پوری

جہاں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کی بات ہے کہ تین بھی ایک شمار ہوتی تھی، اس کا مفہوم سمجھنے میں آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ دراصل حضرات صحابہ کرامؓ ایک طلاق دیتے تھے اور اس کا تذکرہ کئی جگہ فرماتے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے پوچھتے کہ ایک کی نیت تھی یا تین کی؟ وہ فرماتے: ایک کی، تو آپ اس کو ایک قرار دیتے، اس لئے کہ اگر کسی نے تین دے کر ایک کا کہا ہوتا تو وحی کے ذریعہ اس کی تکذیب ہوجاتی، مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اب وحی کا ذریعہ ختم ہوگیا، اب ان کے پاس طلاق دینے والے کی نیت ایک اور تین میں امتیاز کا کوئی ذریعہ نہیں تھا، اس لئے انہوں نے فرمایا کہ ہم تو الفاظ کو دیکھیں گے، جس نے تین بار کہا ہم اس کی تین طلاق سمجھیں گے، اور اس پر پوری صحابہ کی جماعت کا اجماع ہوگیا۔ مگر افسوس کہ حضرت عمرؓ کے دشمنوں کو ان کی بلکہ صحابہ کرام کی اس اجتہادی سوچ اور اجماع سے اختلاف ہے۔

سجدہ سہو اور اس کا طریقہ:

(عبدالمالک مگسی، کوئٹہ)

س:...... سجدۂ سہو کا طریقہ کیا ہے؟ یہ کن حالات میں واجب ہوتا ہے؟

ج:...... ترک واجب، تاخیر واجب یا تاخیر فرض کی صورت میں سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ آخری قعدہ میں ”عبدہ ورسولہ“ تک تشہد پڑھ کر ایک طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرلئے جائیں اور پھر تشہد، درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیر لیا جائے۔

☆☆..........☆☆

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ

جلد:۲۶ شمارہ:۲۹ ۱۸تا۲۴/رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق یکم تا ۷/اگست ۲۰۰۷ء

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

بیاد
امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

مجلس ادارت
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر — مولانا سعید احمد جلالپوری
علامہ احمد میاں حمادی — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
صاحبزادہ سید محمد سلیمان بنوری — مولانا بشیر احمد
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی — مولانا قاضی احسان احمد

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا — کمپوزنگ: محمد فضیل عرفان

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ • منظور احمد میو ایڈووکیٹ

اس شمارے میں

اسوۂ حسینی کے علمبرداروں کو سلام	اداریہ	۴
قرآن کریم سے غفلت دبے توجہی	مولانا عمران اللہ قاسمی	۶
مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن مسعودؓ	مولانا محمد ایوب اکرم قاسمی	۱۰
توبہ کرنے والے حضرات کیلئے ہدایات و معمولات	مولانا رشید الدین حمیدیؒ	۱۵
آہ! مولانا علامہ شبیر احمد عثمانی	علامہ انوار الحق مجاہد	۱۷
کامیابی کی راہیں	مولانا شہید رشیدی	۱۹
یہود کی شناخت	پروفیسر یوسف سلیم چشتی	۲۳
خبروں پر ایک نظر	ادارہ	۲۶

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور
اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.k.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road.Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسین مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

اسوۂ حسینی کے علمبرداروں کو سلام!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی:

لال مسجد اور مدرسہ حفصہ للبنات اسلام آباد کے معصوم طلبہ' طالبات' اساتذہ' معلمات اور شیر خوار بچوں پر آگ و آہن کی بارش کر کے اگر ایک طرف فوج' حکومت اور پرویز مشرف نے ظلم' تشدد اور بربریت کی سیاہ تاریخ کا ریکارڈ قائم کیا ہے تو دوسری طرف دین و شریعت کے نفاذ' عریانی' فحاشی' جسم فروشی' بدکاری کے سدباب اور مساجد و مدارس کے تحفظ ایسے مبنی برحق و سچ اور جائز مطالبات کی پاداش میں علماء' طلبہ' طالبات اور معصوم بچوں نے اپنی جانیں قربان کر کے مسلمانان عالم اور خصوصاً مسلمانان پاکستان کو جھنجوڑ کر رکھ دیا ہے۔

ایک طرف اگر حکومت اور ارباب اقتدار نے ۱۸۵۷ء کی انگریزی بربریت کو شرما دیا ہے' تو دوسری طرف شہدائے لال مسجد نے بھی اپنے اکابرین کی قربانیوں کی یادیں تازہ کردی ہیں۔

اگر ارباب اقتدار کو فرعونیت' رعونت' غرور و تکبر اور امریکا کی خوشنودی نے اس درندگی پر مجبور کیا ہے تو دوسری جانب ان جانثاران اسلام کو بھی اسوۂ حسینی نے ہی جبر و تشدد کے سامنے نہ جھکنے پر مجبور کر دیا تھا۔

جس طرح حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے سچے موقف پر ڈٹ کر اپنے تمام رفقاء سمیت جام شہادت نوش کیا تھا اور کسی قسم کی مداہنت سے انکار کر دیا تھا اسی طرح شہدائے لال مسجد نے بھی اپنے صحیح اور مبنی برحق موقف پر کسی مصالحت و مداہنت سے کام نہیں لیا' یہ دوسری بات ہے کہ ابتدا میں مولانا عبدالعزیز اور مولانا عبدالرشید غازی شہید کے طریقہ کار سے علماء نے اختلاف کیا تھا' مگر بعد میں پیش آمدہ حالات کے تناظر میں دیکھا جائے تو لگتا ہے کہ یہ سب کچھ ایک طے شدہ منصوبہ کا حصہ تھا' اور ان کو ایک خاص حکمت عملی کے تحت مجرم بنایا گیا اور ان کو اس بند گلی میں لا کھڑا کیا گیا تھا' تاکہ دین' اہل دین' مدارس اور مساجد کو نشانہ بنانے اور ان کے خلاف فوج کشی کرنے کا جواز اور بہانا تراشا جائے۔

بہرحال اس موقع پر جس طرح قرآن پاک' دینی کتب' مسجد اور مدرسہ کا تقدس پامال کیا گیا' علماء' صلحاء' طلبہ' طالبات اور معصوم بچوں کو آتشیں اسلحہ سے بھونا گیا' کم از کم مہذب دنیا میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

بایں ہمہ ستم بالائے ستم یہ کہ ہزاروں معصوموں کو قتل کر کے جس بے دردی سے ان کو ٹھکانے لگایا گیا' پھر اس پر جس قدر مبارک' سلامت اور خوشی و مسرت کا جشن منایا گیا' کم از کم کسی مسلمان ملک کے مسلمان حکمران اور اس کی مسلم فوج سے اس کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی۔

ہمارے خیال میں اس مذموم سازش اور شیطانی کھیل کے مہروں کا اللہ' رسول اور قیامت کی جزاء و سزا پر ایمان نہیں ہے' ورنہ ان کو اتنا شعور ہوتا کہ ایک مسلمان کی ناحق جان لینا یا اس کو قتل کرنا' پوری انسانیت کے قتل کے مترادف ہے اور اس جرم کی پاداش میں ایسے مجرم کو طویل عرصہ تک جہنم میں جلنا ہوگا' اور اگر کوئی شخص مسلمان کے قتل کو حلال جان کر اس کو قتل کرتا ہے تو اس کو ہمیشہ ہمیشہ جہنم کی آگ کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ ارباب اقتدار کو ہدایت نصیب فرمائے اور ان معصوموں کی قربانیوں کو قبول فرما کر ان کے مقاصد کو پورا فرمائے' بلاشبہ نفاذ اسلام' مدارس و مساجد کے تحفظ اور عریانی' فحاشی' زناکاری' جسم فروشی اور بدکاری کے سدباب کے سلسلہ میں ان سے جتنا ہو سکتا تھا' انہوں نے کر دکھایا' حتیٰ کہ اپنی جانیں تک قربان کر دیں'

تو اب بعد والوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں اور اپنے فرائض کو نبھائیں۔

ہمارے خیال میں جناب صدر اور ارباب اقتدار کے بدخواہوں نے اس کارروائی کے ذریعہ ان کے دشمنوں اور بدخواہوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔

اس لئے کہ موجودہ صورت حال میں اس آپریشن سے جتنا لوگ' افراد اور خاندان متاثر ہوئے ہیں اور جن کے جگر گوشے زخمی یا شہید ہوئے ہیں یا جن کو پابند سلاسل کردیا گیا ہے' ظاہر ہے وہ سب کے سب ارباب اقتدار' حکومت' فوج اور جناب صدر صاحب کے معتقد تو نہیں ہوں گے اور نہ ہی وہ ان کے ہاتھ چومیں گے بلکہ ان کی کوشش ہوگی کہ کسی طرح وہ ان کے انتقام کا نشانہ بن جائیں' بلاشبہ یہ انداز عوام کو براہ راست فوج سے ٹکرانے اور لڑانے کی بدترین سازش ہے۔

دیکھا جائے تو یہ صورت حال معاشرے کو براہ راست سول نافرمانی کی راہ پر ڈالنے کی بدترین کوشش اور سازش ہے' خدانہ کرے اگر ایسی صورت حال پیدا ہوجائے تو ملک و قوم کے حق میں نہایت نقصان دہ ہوگی۔

ہم اس موقع پر غمگین ہیں اور پورا مسلم معاشرہ سوگوار ہے' اور ہمارا دل خون کے آنسو رو رہا ہے' اللہ تعالیٰ ان تمام شہداء کی مغفرت فرمائے اور ان کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کی کفایت و کفالت فرمائے' اور حکومت اور ارباب اقتدار کو عقل و شعور نصیب فرمائے اور ملک و ملت کو بدخواہی سے بچائے۔ آمین۔

موجودہ عریانی و فحاشی کے ذمہ دار؟

موجودہ بے حیائی' بے شرمی' عریانی' فحاشی اور بدکاری کی جتنا بھی شکلیں ہیں اس کی ذمہ دار تنہا عورت نہیں' بے غیرت مرد اور خواتین کا استحصال کرنے والے انسان نما شیطان بھی اس میں برابر کے شریک ہیں۔ چونکہ عام طور پر خواتین ہی کے ذریعے یہ صورت حال پیدا ہوتی ہے اور خواتین ہی اس کا سبب بنتی ہیں اور خواتین اپنی طبعی اور خلقی وضع کے اعتبار سے ناقص العقل' ناقص الدین اور ناشکری ہوتی ہیں' اس لئے وہ اس کا مصداق ہیں' دیکھا جائے تو یہ نام نہاد مرد بھی ان کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہیں' اس لئے کہ خواتین بہت آسانی سے نفس' شیطان اور شیطانی نمائندوں کے جال میں پھنس جاتی ہیں' اس لئے وہ خود بھی تباہ ہوتی ہیں اور دوسروں کو بھی تباہ کرتی ہیں' لیکن اگر کوئی خاتون ہمت' قوت اور جرأت کا مظاہرہ کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ کوئی خواہش پرست اس کو اپنے جذبات کی بھینٹ چڑھا سکے۔

موجودہ دور کے بے غیرت اور حیا باختہ انسان' اپنی اس بے غیرتی' بے شرمی اور بے حیائی کے اعتبار سے مشرکین مکہ اور زمانہ جاہلیت کے دیوسوں کے جانشین ہیں' جس طرح آج کا نام نہاد مرد' معصوم خواتین کو بدکاری و زناکاری کی گہری غاروں میں پھینکنے میں مصروف ہے' ٹھیک اسی طرح زمانہ جاہلیت کے بدکار بھی اس گھناؤنے کردار کے مرتکب تھے' جس طرح زمانہ جاہلیت کے شہوت و خواہش پرستوں نے خواتین کی عصمت کو سربازار نیلام کیا تھا' آج ان کے جانشین بھی اسی انداز سے ان کی عصمت و عزت کو کوچہ و بازار میں نیلام کررہے ہیں۔ اس لئے خواتین کو چاہئے کہ وہ اپنا مقام پہچانیں' دوست و دشمن' خیرخواہ اور بدخواہ میں امتیاز کریں اور اپنی دنیا آخرت کو تباہی سے بچائیں۔

اگر کوئی بدبخت گروہ یا جماعت کسی اجرتی قاتل کے ذریعہ کسی کی جان لیتا ہے' تو جیسے وہ گروہ اور جماعت مجرم ہوتی ہے' ٹھیک اسی طرح وہ قاتل بھی' جس نے چند ٹکوں کے عوض اس گھناؤنے جرم کا ارتکاب کیا ہے' بے قصور اور معصوم نہیں ہے' اگر وہ بدبخت گروہ سزا کا مستحق ہے تو اس سے کہیں زیادہ وہ اجرتی قاتل بھی اس جرم کی سزا کا مستحق ہے جس نے براہ راست یہ فعل انجام دیا ہے۔

بعینہٖ اسی طرح اگر ہوس پرست مرد' خواتین کو اس بدکاری و بدکرداری میں استعمال کرنے کی وجہ سے مجرم اور قابل گردن زدنی ہیں تو وہ خواتین جنہوں نے اس سلسلہ میں ان کے آلہ کار کا کردار ادا کیا ہے' وہ اس سے کیونکر مستثنیٰ ہوں گی؟

لہٰذا جیسے اجرتی قاتل یہ کہہ کر جان نہیں چھڑا سکتا کہ مجھے استعمال کیا گیا ہے' ویسے ہی ایسی خواتین بھی یہ کہہ کر جان نہیں چھڑا سکتیں کہ ہمیں مردوں نے ورغلا کر عریانی' فحاشی' زناکاری اور بدکاری کی لائن پر لگایا ہے۔

قرآن کریم

اور اس کے حقوق سے غفلت و بے توجہی

قرآن کریم وہ بابرکت اور عظیم الشان کتاب ہے جس کو اللہ تبارک وتعالٰی نے انسانوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے اپنے حبیب محمد ﷺ پر نازل فرمایا' اس سے قبل بھی پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کو صحیفے اور کتابیں عطا کی گئیں مگر قرآن کریم کو یہ امتیاز بخشا گیا کہ یہ تمام انبیائے کرام اور ان کو عطا کی جانے والی تمام کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور ان کے مضامین پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ مزید باتیں اپنے اندر لئے ہوئے ہے' اسی طرح قرآن کریم کو یہ عظمت بھی بخشی گئی کہ اس کے آجانے کے بعد تمام سابقہ کتابوں کے احکامات منسوخ قرار پائے اور دنیا کے تمام انسانوں کے لئے قرآنی تعلیمات ہی واجب العمل ٹھہریں کہ اب ان کو اپنا کر ہی دنیا وآخرت میں کامیابی کا حصول ممکن ہے' قرآن کریم کی عظمت کا یہ پہلو بھی جگ ظاہر ہے کہ یہ قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کی ہدایت ونجات کا ذریعہ ہے اس کی تعلیمات عام ہیں اور قیامت تک باقی رہنے والی ہیں جب کہ پچھلی کتابوں کے مخاطب صرف خاص طبقہ کے افراد ہوتے تھے' مزید یہ کہ قران کریم اپنے طرز خطاب اور انداز بیان میں ایسی عجب شان کا حامل ہے جس کی مثال ہزارہا کوششوں کے باوجود آج تک نہ پیش کی جاسکی' قرآن کریم نے اپنے انکار کرنے والوں کے سامنے: ''وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ'' کے الفاظ میں ایسا چیلنج پیش کیا' جس کے جواب سے دنیا آج تک عاجز ہے'

اگرچہ اس وقت کے ماہرین زبان جنہیں اپنی زبان دانی پر بڑا ناز تھا' انہوں نے اپنی سی کوششیں کیں' مگر تھک ہار کر انہوں نے قرآن کریم کی عظمت کا اعتراف کرلیا' قرآن کریم کی عظمت وبزرگی کا اندازہ آپ کو اس وقت صحیح طرح ہوگا' جب آپ دیکھیں گے کہ خود باری تعالٰی نے متعدد جگہوں پر اس کی عظمت کا برملا اظہار کیا ہے' ارشاد باری تعالٰی ہے:

''بلاشبہ یہ قرآن کریم اتارا گیا ہے
پروردگار عالم کی جانب سے لے کر اترے
ہیں روح الامین تیرے دل پر تاکہ ہووے
تو ڈرانے والوں میں سے۔'' (الشعراء)

مولانا عمران اللہ قاسمی

قرآن مقدس کا اللہ تعالٰی کی جانب سے نازل ہونا اور ایک مکرم فرشتے کا اس کو لے کر اترنا اور آپ ﷺ پر اس کا اتارا جانا یہ سب وہ باتیں ہیں' جو قرآن مقدس کی عظمت میں بے انتہا اضافہ کرتی ہیں' اسی طرح ایک دوسری جگہ پر باری تعالٰی کا ارشاد ہے:

''اور ہم نے دیا تجھ کو سات آیتیں
اور قرآن عظیم' اور مت ڈال اپنی نگاہ ان
چیزوں پر جو برتنے کو دیں ہم نے ان میں
سے کئی طرح کے لوگوں کو اور غم نہ کھا اور جھکا
اپنے بازو اہل ایمان کے واسطے۔''
(سورۃ الحجر)

یعنی دشمنان خدا اور رسول کو دنیا کی چند روزہ زندگی کا جو سامان دیا گیا ہے' اس کی طرف نظر نہ کیجئے یہ دولت ان کے اندر شقاوت وشرارت بڑھاتی ہے' انہیں چند دن مزہ لینے دو' تم کو اللہ تعالٰی نے جو دولت قرآن کی شکل میں عنایت کی ہے' دنیا کی تمام دولتیں اس کے سامنے ہیچ ہیں' اسی طرح ایک اور آیت کریمہ سے قرآن کی عظمت اجاگر ہوتی ہے' ارشاد باری ہے:

''اگر ہم اتارتے کسی پہاڑ پر یہ
قرآن تو تو دیکھتا کہ وہ دب جاتا اور پھٹ
جاتا اللہ کے ڈر سے۔'' (سورۂ حشر)

یعنی اگر قرآن کریم کو پہاڑ جیسی سخت اور ثقیل چیز پر اتارا گیا ہوتا اور انسان کی طرح اس کو بھی فہم و شعور عطا ہوتا تو وہ قرآن کریم کی عظمت کے سامنے دب جاتا اور اللہ تبارک وتعالٰی کے خوف سے پھٹ جاتا ریزہ ریزہ ہو جاتا' قرآن کریم اس قدر عظمت کا حامل ہے' رہا انسان تو وہ اپنی خواہش پرستی اور خودغرضی میں مبتلا ہو کر اپنے فطری شعور کو کھو بیٹھا ہے' اس لئے وہ قران کریم سے متاثر نہیں ہوتا۔

آیات مذکورہ سے قرآن کریم کی عظمت اچھی طرح واضح ہے' اس کے علاوہ روایات کثیرہ قرآن کریم کی عظمت پر دلالت کرتی ہیں' ایک موقع پر آپ ﷺ نے قرآن کریم کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''خیر الحدیث کتاب اللہ'' سب سے بہترین کلام اللہ تعالٰی کی کتاب ہے' یہ چھوٹا سا ٹکڑا کلام الٰہی کی عظمت کو اجاگر کرنے کے لئے کافی ہے' حاصل یہ کہ قرآن کریم باری تعالٰی کا منشور حیات

انسانی کا دستور ضلالت و گمراہی میں مینارۂ نور کفر و شرک کے تابوت میں آخری کیل ہے۔

قرآن کریم سے ربط وتعلق پر خوشخبری:

اس قدر بے پناہ عظمت و بزرگی کا حامل یہ لازوال کلام جو گوناگوں افادیت اور فیض رسانی و اثر انگیزی میں اپنا ثانی نہیں رکھتا' ہمارے خالق و مالک خدائے عزوجل کا کلام ہے اور ہم لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے ہمارے آقا و مولیٰ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو عطا کیا گیا' ایک پیغام ہے جس میں پورے عالم انسانیت کی فلاح و کامرانی کا راز مضمر ہے' یہی وجہ ہے کہ ہمارے قلوب اس کی محبت سے لبریز ہیں' ہمارا سراپا اس کی عظمتوں کے سامنے سرخم کئے ہوئے اور ہمارا دل' دماغ بلکہ ہمارا رواں رواں اس کی حیرت انگیز تاثیر و تعمیر کا اعتراف کرنے پر مجبور ہے' صرف اسی پر بس نہیں بلکہ قرآن کریم سے ہمارا ایمانی رابطہ ہے' قرآن مقدس ہمارے ایمان کا حصہ اور مضبوط جزو ہے' اس پر ایمان لائے بغیر کسی کا ایمان معتبر اور قابل قبول نہیں ہوسکتا' جس طرح باری تعالیٰ' نبی کریم ﷺ اور دیگر چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے' اسی طرح قرآن کریم پر بھی ایمان لانا ناگزیر ہے' اس اعتبار سے قرآن کریم سے ہمارا رابطہ نہایت ہی استحکام اور مضبوطی کا متقاضی ہے۔

قرآن کریم سے ربط اور اس سے دلچسپی سرخروئی اور سربلندی کا ضامن ہے' جس قدر مضبوط تعلق اور محکم رشتہ ہوگا' اسی قدر ہی سربلندی اور کامیابی قدم چومے گی' اس سلسلے میں جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''یہ بات بے غبار ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کی برکت سے بہتوں کو سربلندی و عظمت سے نوازتا ہے اور اسی کی ناقدری کے سبب سے بہت سے لوگوں کو ذلت و پستی میں ڈال دیتا ہے۔''

مذکورہ روایت میں قرآن کریم سے شغف رکھنے والوں اور اس کو سینے سے لگانے والوں کے لئے سربلندی کی گارنٹی دی گئی ہے' چنانچہ جن حضرات نے سچے دل سے قرآن پر ایمان قبول کیا' اس کے احکام کو اپنی زندگیوں میں اتارا' اللہ تعالیٰ نے انہیں اس قدر سربلندیاں عطا فرمائیں کہ آج تک زمین و آسمان میں ان کے چرچے ہیں' اگرچہ حقیقت میں وہ عرب کے بدو اور صحرا کے باسی تھے' اونٹوں کے چرواہے بھیڑوں کے گلہ بان تھے' جب انہوں نے قرآن کریم کو سینے سے لگایا تو زمانے کے امام بن گئے' تاج کسریٰ اور تخت قیصر کو ٹھکرانے والے بن گئے' قرآن کریم نے انہیں رضائے باری کے مژدے سنائے' لہٰذا جو بھی قرآن مقدس کو اپنائے گا' اپنا تعلق مستحکم اور مضبوط کرے گا' اس کے لئے بھی یہی سربلندی ہے' اس کے علاوہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسے لوگوں کو ایک اور خوشخبری بھی سنائی ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''تو آپ خوشخبری سنا دیجئے میرے ان بندوں کو جو کلام الٰہی کو کان لگا کر سنتے ہیں' پھر اس کی اچھی باتوں پر چلتے ہیں' یہی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے اور یہی ہیں جو اہل عقل ہیں۔'' (سورۂ زمر)

مذکورہ آیات میں قرآن کریم سے شغف رکھنے والوں کو خوشخبری سنائی گئی اور باری تعالیٰ نے انہیں کو ہدایت یافتہ اور اہل عقل و دانش قرار دیا گویا قرآن کریم سے وابستگی دانشمندی اور ہدایت یافتہ ہونے کی بھی دلیل ہے' اسی روایت میں حضور اکرم ﷺ فرمان باری نقل کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جس شخص کو قرآن کریم نے مشغول رکھا میرے ذکر سے اور مجھ سے سوال کرنے سے' میں اس کو بہتر عطا کروں گا' اس سے جو سوال کرنے والوں کو عطا کرتا ہوں۔'' (ترمذی)

یعنی جو شخص قرآن کریم سے بے انتہا تعلق رکھتا ہے' اس کا زیادہ وقت قرآن مجید کی تلاوت اور اس کے تدبر و تفکر میں گزرتا ہے' دوسرے اذکار و دعا کے لئے اس کے پاس وقت ہی نہیں رہتا تو ایسا شخص خسارہ سے باہر ہے بلکہ اس کا مرتبہ نہایت بڑا اور عظیم تر ہے' یہ سب قرآن کریم سے ربط اور دلچسپی کے نتائج ہیں۔

قرآن کریم سے غفلت و لاپرواہی کے نتائج:

کلام الٰہی کے اس قدر عظیم المرتبت ہونے اور گوناگوں خصوصیات کے حامل ہونے اور اس کلام سے رغبت رکھنے والوں کے لئے اس قدر انعامات کی بارش اور اس سے منہ پھیرنے والوں کے لئے وعیدوں کی کثرت کا تقاضا تو یہ تھا کہ ہر مومن کا اس کلام الٰہی سے مضبوط رشتہ اور مستحکم تعلق ہوتا ایک لمحہ بھی وہ اس سے غافل نہ ہوتا' اس کے احکامات سے لاپرواہی نہ برتتا اس کی روشنی میں اپنی زندگی بسر کرتا' مگر افسوس آج کی صورت حال یہ ہے کہ قرآن کریم کے عقیدت مند ہی اس کی حق تلفی میں مشغول ہوگئے' تلاوت میں کوتاہی کرنے لگے ناچ گانے' فلم ڈرامے اور مشاعرے وغیرہ میں دلچسپی لینے لگے' قرآن کریم میں غور و تدبر' تفکر و تحقیق کے بجائے' ناول و افسانے' بازاری معلومات اور فحش لٹریچر کے رسیا ہوگئے' تعلیمات قرآن کریم پر عمل پیرا ہونے اور خود کو قرآن کریم کی ڈگر پر چلانے کے بجائے مغربی تہذیب و تمدن کو اپنانے اور اہل مغرب کی ہر ہر طرز و ادا پر فریفتہ ہوتے جارہے ہیں اور مغربی طرز کے اپنانے کو اپنے کے لئے باعث فخر و مسرت اور کامیابی کی علامت سمجھتے

ہیں اور اسی کو ترقی کا نام دیتے ہیں۔

حقیقت جبکہ یہ ہے کہ قرآن کریم سے دوری اختیار کرنے کی وجہ ہم ذلت ورسوائی کے گڑھے میں جا پڑے ہیں' عقل ودانش نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا نیک نامی اور اقبال مندی نے ہم سے منہ موڑ لیا' زمین و آسمان سب دشمن ہو گئے کل کا محبوب آج مبغوض بن گیا' کل کا فاتح آج کا مفتوح اور کل کا غالب آج کا مغلوب ہے۔

قرآن کریم کی تعلیمات سے عدم توجہی کے سبب آج مسلمان پستی کی انتہا کو پہنچ چکے ہیں' قرآن کریم سے غفلت کا ایک نقصان تو یہ ہوا ایک اور نقصان آخرت میں یہ ہوگا کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ سے شکایت کرے گا۔

بارگاہِ الٰہی میں قرآن کریم کی شکایت:

قرآن کریم سے عدم دلچسپی کے نتائج صرف دنیوی زندگی میں مرتب نہیں ہوتے بلکہ اس کی وجہ سے آخرت میں بھی حساب و کتاب کے دن نہایت اذیت ناک ذلت آمیز صورت حال پیش آئے گی۔ ارشاد گرامی ہے:

"جن لوگوں نے قرآن کریم کا علم حاصل کیا مگر پھر اس کو گھر کے کونے میں لٹکا دیا' نہ اس کی پابندی سے تلاوت کی اور نہ اس میں غور وفکر کیا تو قیامت کے دن ایسا آدمی اس حال میں آئے گا کہ قرآن کریم اس کے گلے میں لٹکا ہوا ہوگا اور قرآن کریم باری تعالیٰ سے شکایت کرے گا: اے پروردگار عالم! آپ کے اس بندے نے مجھے چھوڑ رکھا تھا اس کے اور میرے مابین فیصلہ فرمادیجئے۔"

قرآن کریم سے غفلت برتنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ اس کلام مقدس کی عظمت اور اس کی بے انتہائی محبوبیت و مقبولیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ یقین رکھیں کہ قرآن کریم کی مذکورہ شکایت رائیگاں نہیں جائے گی' بلکہ جس طرح آخرت میں قرآن کریم اپنا شغل رکھنے والوں کے بارے میں محاجہ اور مجادلہ کرے گا اور باری تعالیٰ اس کی شنوائی فرمائیں گے بالکل اسی طرح قرآن مقدس کی شکایت کے بارے میں بھی سمجھنا ضروری ہے اور اس غفلت و لاپروائی کو ترک کرنا ضروری ہے تاکہ آخرت میں کسی طرح کی ذلت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

اسی طرح حضور اکرم ﷺ بھی قرآن کریم کو نظر انداز کرنے والوں کی دربار الٰہی میں شکایت فرمائیں گے' چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور فرمائیں گے رسول ﷺ: اے پروردگار عالم! میری قوم نے اس قرآن کریم کو بالکل نظر انداز کر دیا تھا۔"

(الفرقان:۳۰)

سابقہ روایت اور مذکورہ آیت کریمہ صاف بتلا رہی ہے کہ جو لوگ قرآن کریم سے غفلت و لاپروائی برتتے ہیں' ان کے خلاف حضور اکرم ﷺ اور قرآن کریم خود بھی اللہ تعالیٰ کے حضور میں اپیل کریں گے' غور کرنے کا مقام ہے کہ جس کے خلاف حضور اکرم ﷺ شکایت فرمائیں' خود قرآن کریم جس کے خلاف اپیل کرے' کیا اس کی گرفت میں کسی طرح کا شبہ ہو سکتا ہے؟ لہٰذا دنیوی زندگی کی ذلت ورسوائی اور آخرت کی حسرت وندامت سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ قرآن کریم کے تئیں اپنے رویہ کو بدلا جائے اور قرآن کریم کو نظر انداز کرنے اور اس سے غفلت و لاپرواہی برتنے کی جس قدر بھی شکلیں بنتی ہیں' ان کو معلوم کر کے ان کو ترک کرنے کی سعی کی جائے اور قرآن کریم کے جو مطالبات اور جو قرآن کریم کے حقوق ہیں ان کو کما حقہ ادا کرنے کی کوشش کی جائے۔

قرآن کریم کے حقوق:

قرآن کریم سے ربط ودلچسپی اسی وقت مفید اور کارگر ہو سکتی ہے' جب ہم اس کے حقوق اس کے مطالبات کو سمجھیں اور ان کو ادا کرنے کی کوشش کریں اور ہر ممکن طریقہ سے اس کو نظر انداز کرنے یا اس سے غفلت برتنے سے باز رہیں۔ روایات شریفہ اور قرآن کریم کے مطالبات کی رو سے علماء کرام نے قرآن کریم کے چند حقوق بیان فرمائے ہیں' چنانچہ مشہور مفسر قرآن علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

"جیسا کہ ارشاد باری ہے:" اور کہا کافروں نے مت سنو اس قرآن کریم کو اور شور وغل مچاؤ اس کی تلاوت کے وقت" تو کفار کا یہ عمل بھی اس کے نظر انداز کرنے کے قبیل سے ہے اور اس کی تصدیق نہ کرنا' اس میں غور وفکر نہ کرنا' اس کو سمجھنے کی کوشش نہ کرنا' یہ بھی اس کو نظر انداز کرنا ہے' اس پر عمل نہ کرنا' اس کے احکامات کی تابعداری نہ کرنا اور اس کے نواہی سے نہ بچنا' یہ بھی قرآن کریم کو نظر انداز کرنا ہے' اور قرآن کریم کو چھوڑ کر دوسری چیز میں مشغول ہونا بھی قرآن کریم کو نظر انداز کرنا ہے' اسی طرح معاملات ونظریات' عبادات و اعتقادات میں ایسا طریقہ اپنانا جو غیر قرآن سے ماخوذ ہو یہ بھی قرآن کریم کو نظر انداز کرنا ہے۔"

(ابن کثیر:۹۰۸ طبع ریاض)

علامہ ابن کثیرؒ نے قرآن کریم کو نظر انداز کرنے کی صورتیں تفصیل سے بیان کیں ہیں' یہ تمام امور ہی درحقیقت قرآن کریم کے حقوق ہیں اور اگر ان تمام امور میں غور وخوض کر کے اختصار سے کام لیا جائے تو یہ سب امور صرف چار میں سمٹ جاتے ہیں:

(۱) قرآن کریم پر ایمان لانا' (۲) اصول وآداب کی رعایت کرتے ہوئے تلاوت کا اہتمام کرنا' (۳) قرآن کریم میں غور وخوض اور اس کی صحیح تفسیر کا علم' (۴) قرآن کریم کی تعلیمات و ہدایت پر مکمل اہتمام کے ساتھ عمل کرنا اور کسی بھی موقع پر اس سے اعراض نہ کرنا۔

قرآن کریم کے یہ چاروں حقوق ایسے ہیں' جن کا ادا کرنا نہایت ضروری ہے' اگر آپ ان حقوق کی ادائیگی کا مکمل اہتمام کرتے ہیں تو آپ قرآن کریم سے ربط رکھنے والے' اس سے دلچسپی رکھنے والے کہلائیں گے اور اس خوشخبری کے مستحق ہوں گے جو ماقبل میں بیان کی گئی اور قرآن کریم سے غفلت و بے توجہی برتنے والوں کے لئے جو وعیدیں ہیں' ان سے آپ بری الذمہ ہوں گے۔

صحابہ کرام ؓ اور ان کے متبعین اولیاء کرام ؒ کی زندگیوں پر جب نظر ڈالتے ہیں تو انہیں ان حقوق کو ادا کرنے والا اور حقوق کی ادائیگی میں اہتمام و استحکام کا حریص پاتے ہیں' یہی ان حضرات کی کامیابی و کامرانی اور دونوں جہاں کی سرخروئی و سربلندی کا راز ہے' لہٰذا دونوں جہاں کی کامیابی حاصل کرنے کے لئے اور اس ذلت وپستی اور ضلالت وگمراہی کے گھپ اندھیرے سے نکلنے کے لئے صحابہ کرام ؓ اور ان کے متبعین کی طرح قرآن کریم کے حقوق اور اس سے ربط وتعلق میں استحکام لانا ضروری ہے:

موجودہ دور میں قرآن کریم سے ربط وتعلق نہایت ضروری:

آج کے اس دور میں جس کو دور ترقی کا نام دیا جاتا ہے' قرآنی احکام سے غفلت و بے توجہی کے نتیجہ میں ضلالت وگمراہی بہت عام ہو چکی ہے' نئے نئے فتنوں کا ایک سیل رواں ہے' جو تیزی سے بہا چلا آرہا ہے' ایک ختم نہیں ہوتا کہ دوسرا فتنہ آدھمکتا ہے اور ہر نیا فتنہ پرانے فتنوں کو مات دے دیتا ہے' دنیا کا کوئی شعبہ کوئی گوشہ خالی نہیں جدھر بھی نظر اٹھایئے فتنے فتنے ہی نظر آئیں گے' کوئی فتنہ عقائد کو نشانہ بناتا ہے تو کوئی اسلامی احکامات کے تئیں غفلت و بے توجہی پیدا کرتا ہے' کوئی فتنہ معاصی ومنکرات کو لوگوں کی نظروں میں محبوب بنا کر پیش کرتا ہے تو کوئی قرآن کریم' احادیث رسول ﷺ سے اعتماد کو اٹھاتا ہے۔

الغرض فتنے اس قدر ہیں کہ ان سے بچنا مشکل ہے اور پھر ان باطل فتنوں کی ملمع سازی اس قدر ہوشیاری سے ہوتی ہے کہ بہت سے سادہ لوح حضرات کے لئے حق اور باطل میں امتیاز مشکل ہو جاتا ہے' ایسے پرفتن دور میں ضلالت وگمراہی سے بچنے کے لئے قرآن کریم پر مضبوطی اور سختی کے ساتھ عمل پیرا ہونا ضروری ہے' کیونکہ قرآن کریم ہی وہ سچا رہنما ہے جو کفر وضلالت کے تاریک ترین دور میں بھٹکنے سے بچاتا ہے اور باری تعالیٰ سے بندہ کا رابطہ مضبوط کرتا ہے' اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

''آچکی تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک روشنی اور ایک ایسی کتاب جو حق کو واضح کرنے والی ہے' اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے اس کی رضا چاہنے والوں کو سلامتی کے راستہ بتلاتے ہیں اور اپنے اذن سے ان کو اندھیروں سے نکالتا ہے اور روشنی کی طرف لاتا ہے اور راہ راست کی طرف ان کی رہنمائی کرتا ہے۔'' (المائدہ)

آیت مذکور سے صاف طور پر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ قرآن کریم کے ذریعہ سے ہی اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی رضا مندی کے طلبگاروں کو سلامتی کے راستہ بجھاتے ہیں یعنی جن اعمال و عقائد پر نجات ملنے اور جنت میں داخلہ کا مدار ہے' ان کی تعلیم کرتے ہیں' ظاہر ہے کہ رضا قرآن کریم سے ربط اور اس کے احکام کو اپنائے بغیر ناممکن ہے تو جو لوگ قرآن کریم سے ربط رکھیں گے' اللہ تعالیٰ ان کو ہی نجات کی راہیں بتلائیں گے' کفر وضلالت کی تاریکیوں سے ایمان کی روشنی کی طرف لائیں گے اور پھر ہمیشہ کے لئے بھی ان کو راہ راست کی طرف رہنمائی کرتے رہیں گے۔

مذکورہ آیت کریمہ کی روشنی میں یہ کہنا بالکل برحق ہوگا کہ موجودہ دور میں گمراہی اور ظلمت کی کثرت صرف اور صرف قرآن کریم کے حقوق سے غفلت و بے توجہی کے سبب ہے' اگر یہ کمی دور ہو جائے' فوراً گمراہی کے بادل چھٹ جائیں' کیونکہ قرآن کریم سے ربط رکھنے والا کبھی گمراہی سے دوچار نہیں ہو سکتا' ارشاد گرامی ہے:

''حضرت انس بن مالک ؓ سے مرسلاً مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے تم لوگوں کے درمیان دو ایسی چیزیں چھوڑی ہیں جب تک تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے ہرگز گمراہ نہیں ہو سکتے' ان میں سے ایک کتاب اللہ اور دوسرے رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔'' (مشکوٰۃ)

حاصل یہ ہے کہ قرآن کریم سے ربط رکھنے والا ہرگز کبھی گمراہ نہیں ہو سکتا ہے وہ ہمیشہ راہ راست پر گامزن رہے گا' لہٰذا ضلالت وگمراہی سے بچنے اور نور ایمان اور نجات وسلامتی کے حصول کے لئے قرآن کریم سے روابط پیدا کرنا ضروری ہے اور آج اس گمراہی کے دور میں اس کی زیادہ ضرورت ہے کہ قرآن کریم سے ربط میں مضبوطی اور استحکام لایا جائے اور اس کے حقوق کو مکمل طریقہ پر ادا کیا جائے تاکہ ضلالت وگمراہی کے بادل کافور ہوں۔

☆☆......☆☆

مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

(ایک تعارف)

مولانا محمد ایوب اکرم القاسمی

نام ونسب:

عبداللہ بن مسعود بن الحارث بن غافل بن حبیب بن شمخ بن قار بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر ہے۔ (جزری غایۃ النہایہ فی طبقات القراۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی اور معمولات زندگی سے قطع نظر جہاں جہاں اور جن جن کتابوں میں آپ کا تذکرہ ملتا ہے وہاں پر دو باتیں نظر آتی ہیں، اول یہ کہ بہت کم حضرات نے آپ کے مکمل سلسلۂ نسب کو بیان کیا ہے، دوم یہ کہ جن جن اصحاب تراجم نے ان کے تذکرے اور سلسلہ نسب کو بیان کیا ہے ان میں دو شخصیتیں اہم ہیں، ایک علامہ قرطبی (م: ۴۶۳ھ) (زرکلی اعلام) دوسرے علامہ محمد بن الجزری (م ۸۳۳ھ) (محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف، ابوالخیر، شمس الدین، العمری الدمشقی، الشیرازی الشافعی الشہیر بابن الجوزی، زرکلی اعلام) ہیں، ان کے علاوہ کسی نے بھی مکمل طور پر سلسلہ نسب کو بیان نہیں کیا، حتیٰ کہ علامہ ابن حجر (م ۸۵۲ھ) (اعلام) نے بھی بن سعد بن ہذیل پر اکتفا کیا ہے (ابن حجر الاصابہ فی تمیز الصحابہ) صرف دو ہی شخصیتیں، علامہ قرطبیؒ وعلامہ جزریؒ نے ''ابن ہذیل'' کے بعد ''ابن مدرکہ بن الیاس بن مضر'' کا اضافہ کیا ہے، (قرطبی: الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب) گویا آپ کے سلسلہ نسب کی بات ان دو حضرات پر اتمام کو پہنچتی ہے، لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ ان حضرات کے یہاں بھی (سلسلہ نسب کے بارے میں) اختلاف نظر آتا ہے، دونوں حضرات نے باہم دیگر (مختلف) سلسلہ نسب بیان کیا ہے۔ علامہ جزریؒ (م ۸۳۳ھ) نے جو سلسلہ نسب بیان کیا تھا وہ اوپر مذکور ہوا، آیئے علامہ قرطبی (م ۴۶۳ھ) کے بیان کردہ نسب کو دیکھیں: ''عبداللہ بن غافل بن حبیب بن شمخ بن فان بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن الحرث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر'' (قرطبی: الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب)

آیئے ایک نظر علامہ ابن حجرؒ (م ۸۵۲ھ) کے بیان کردہ سلسلہ نسب پر بھی ڈال لیں: ''عبداللہ بن مسعود بن غافل ابن حبیب بن شمخ بن قار بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن الحرث بن تمیم بن سعد بن ہذیل'' (ابن حجر الاصابہ) ان حضرات کے علاوہ کسی نے بھی ''عبداللہ بن مسعودؓ کے سلسلہ نسب کو بیان نہیں کیا ہے، ان بیان کردہ سلسلۂ نسب کو مد نظر رکھتے ہوئے فیصلہ کرنا مشکل ہو گیا کہ آخر کون سا سلسلہ نسب زیادہ صحیح ہے۔

کنیت:

آپ کی کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے (غایۃ النہایہ) لیکن آپ ''ابن ام عبد'' کی کنیت سے زیادہ مشہور ہیں، اکثر روایت میں ''ابن ام عبد'' کا ذکر ملتا ہے، ابوعبدالرحمٰن کی کنیت کو کسی نے بیان نہیں کیا تھا۔ (استیعاب، الاصابہ)

حالات وکوائف:

اولین سابقین اسلام لانے والوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے، (حوالہ مذکور) علامہ قرطبی (م ۴۶۳ھ) نے آپ کے اسلام کو قدیم و اولین بتلاتے ہوئے بیان کیا ہے کہ: ''آپ ابتدائے اسلام ہی میں مسلمان ہو گئے تھے جبکہ ''سعید بن زید'' اور ان کی اہلیہ محترمہ ''فاطمہ بنت الخطاب'' مسلمان ہوئی تھیں'' (ایضاً) اصحاب سیر نے واضح طور پر بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ کی بہن اور بہنوئی حضرت عمرؓ سے پہلے مسلمان ہو گئے تھے، اس لئے انہی کے زمرے میں ''ابن مسعودؓ'' کو شمار کرتے ہوئے بعض نے اسلم قبل عمر یا قبل اسلام عمر یا احد السابقین الاولین یا اسلم قدیما اور بعض نے من السابقین الی الاسلام کہا ہے (غایۃ النہایہ، الاستیعاب، الاصابہ)، اس سلسلہ میں آپ سے متعلق واقعات کو بہت تفصیل سے بیان کیا ہے، جس کا تذکرہ یہاں بے محل ہے، لیکن یہ بات بھی خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ اصحاب سیر میں کسی نے بھی آپ کے سن اسلام کو بیان نہیں کیا ہے، بعض نے حین اسلام سعید بن زید و فاطمۃ بنت الخطاب اور بعض نے قبل اسلام عمر بزمان اور کسی نے قبل اسلم عمر کہا ہے، (حوالہ مذکور) ہاں اتنا ضرور ہے کہ علامہ ابن حجرؒ (م ۸۵۲ھ)

نے ابونعیم (م ۴۲۰ھ) (میزان الاعتدال) کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ یہ (ابن مسعود) چھٹے ایسے شخص تھے جنہوں نے اسلام قبول کیا'' کان سادس من اسلم'' (ابن حجر اصابہ' ابونعیم حلیۃ الاولیاء)

''صاحب اصحاب بدروالمجاہدون الاوّلون''

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کو ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ: عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: میں چھٹا شخص ایسا تھا جس نے اسلام قبول کیا' ہمارے سوا اس روئے زمین پر کوئی ساتواں شخص مسلمان نہیں تھا' (اصحاب بدروالمجاہدون الاوّلون) بہرکیف یہ بات بالکل واضح ہے کہ آپ ابتدائے اسلام ہی میں مشرف بہ اسلام ہوگئے تھے۔

سبب اسلام:

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''ابتدائے اسلام میں' میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا' پس ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کا ہمارے پاس سے گزر ہوا' آپ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ: اے غلام! کیا یہ بکریاں دودھ والی ہیں؟ کہنے کا مطلب تھا کہ مجھے ان کا دودھ پلاؤ' میں نے کہا ہاں! لیکن میرے پاس یہ بکریاں بطور امانت ہیں' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تیرے پاس کوئی ایسی بکری ہے؟ جو دودھ نہ دیتی ہو یا جس کے بچہ نہ پیدا ہوتا ہو اور اس کا تھن خشک ہوچکا ہو' چنانچہ میں ایک ایسی بکری کو لایا' جس کا تھن خشک ہوچکا تھا' پس آپ ﷺ نے اس کے تھن پر ہاتھ پھیرا اور دودھ اتر آیا' چنانچہ ایک برتن میں دودھ دوہا گیا' آپ ﷺ نے پیا اور صاحب غار ''ابوبکرؓ'' کو بھی پلایا' پھر تھن کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''خشک ہوجاؤ'' چنانچہ تھن خشک ہوکر پھر اپنی اصلی حالت پر آ گیا' چنانچہ میں اس واقعہ سے بہت متاثر ہوا اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اسلام قبول کرتا ہوں' یہ سن کر آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور ارشاد فرمایا: ''یرحمک اللہ'' (الاستیعاب' الاصابہ)

بعض چیزیں وواقعات ایسے ہیں' جو انسان کے دل ودماغ کو متاثر کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ اس واقعہ سے اتنا متاثر ہوئے کہ ان کی سوچ وفکر کا معیار ہی بدل گیا اور انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کرکے اصحاب رسول کی فہرست میں اپنے ایک نام کا بھی اضافہ کردیا' اس دن سے ان کی زندگی ہی بالکل بدل کر رہ گئی' ہر وقت آپ ﷺ کی خدمت میں رہتے آپ ﷺ سے کبھی جدا نہ ہوتے' آپ ﷺ کے جوتے اٹھاتے آپ ﷺ کے لئے بستر بچھاتے' آپ کے لئے تکیہ' مسواک' پانی وغیرہ کا انتظام فرماتے تھے۔ (غایۃ النہایہ)

فضائل:

آپ ذو ہجرتین ہیں' بدری صحابی ہیں' اصحاب کے مابین علماء کبار میں آپ کا شمار ہے (الاصابہ' اصحاب بدر) خیر الدین زرکلی اور ابن الدیار البکری (۹۶۶ھ) نے اس کی وجہ بتلاتے ہوئے فضلاً وعقلاً وقرباً من رسول اللہ ﷺ کا اضافہ کیا ہے یعنی آپ ؓ کی یہ بزرگی' بڑائی' فضیلت اور ذہانت رسول اللہ ﷺ سے قربت کے اعتبار سے ہے۔ (اعلام' تاریخ الخمیس)

علامہ قرطبیؒ (م ۴۶۳ھ) کرتے ہیں کہ: ''آپؓ صحابہ کرام کے درمیان بلند آواز والے اور مسواک والے کے نام سے مشہور ومعروف تھے (حوالہ مذکور) آپؓ بدر وحدیبیہ میں شریک رہے' علامہ جاحظ (م ۲۵۵ھ) نے بدر کے ساتھ بیعت الرضوان وجمیع المشاہدہ کا اضافہ کیا ہے (جاحظ البیان والتبیین) اور یہی وہ شخص ہیں' جنہوں نے بدر کے دن ابی جہل کے سر کو جسم سے جدا کیا تھا (ایضاً) اور رسول اکرم ﷺ کے پاس لے کر حاضر ہوئے تھے۔ (البدروالتاریخ' طہراق' غایۃ النہایہ)

دو ہجرتیں کیں' پہلی ہجرت تو مکہ سے ملک حبشہ کی طرف اور دوسری ہجرت مکہ سے مدینہ کی جانب' ذوقبلتین بھی ہیں' اول بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی' پھر تحویل قبلہ کے بعد مکہ مکرمہ کی جانب منہ کرکے نماز ادا کرتے رہے' اور آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی خوشخبری سنائی' جیسا کہ ''حدیث عشرہ'' میں سند حسن کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

علامہ جزریؒ (م ۸۳۳ھ) نے عبیدہ السلمانی (م ۷۲ھ) کی روایت ذکر کی ہے' جو عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن مسعود کو جنت کی خوشخبری سنائی تھی۔ (الاستیعاب) لیکن ''ترمذی'' کی جو عشرہ مبشرہ والی روایت ہے: ''اس میں'' عبداللہ بن مسعودؓ'' کا تذکرہ نہیں ہے (استیعاب) حضرت ''سعید بن زیدؓ'' کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غار حراء پر پہنچے' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: دس آدمی جنت میں داخل ہوں گے: ''ابوبکر' عمر' عثمان' علی' طلحہ' زبیر' عبدالرحمٰن بن عوف' سعد بن مالک' وسعید بن زید' عبداللہ بن مسعودؓ'' (ایضاً) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں بغیر مشورہ کے کسی کو امیر یا خلیفہ بناتا تو یقیناً میں یہ زیادہ پسند کرتا ہوں کہ ''ابن ام عبد'' (ابن مسعود) کو خلیفہ بناؤں۔'' (اصابہ' استیعاب)

ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے ارشاد فرمایا کہ: میں اپنی امت میں اس شخص سے راضی ہوں، جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہے اور ابن مسعودؓ اور میں اپنی امت میں اس شخص سے ناراض ہوں جس سے اللہ ناراض ہے اور ابن مسعودؓ۔" (ایضاً)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "عبداللہ بن مسعودؓ" کے زمانہ وعہد کو مضبوطی سے تھام لو: "تمسکوا بعهده ابن مسعود" کے الفاظ آئے ہیں۔ (ترمذی باب المناقب، کتب خانہ رشیدیہ دہلی) اور خود "عبداللہ بن مسعودؓ" کا قول ہے کہ: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ستر یا کچھ زائد سورتیں سیکھی تھیں (جزری و ابن حجر) اور یہی وہ پہلے شخص ہیں، جنہوں نے خانہ کعبہ میں بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت کی تھی (زرکلی ابن سہیل بلخی، ابن حجر اصحاب بدر) احمد بن سہیل البلخی (م ۵۰۷ھ) اس کی وجہ بتلاتے ہوئے کہتے ہیں کہ: اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ: کیا ہم میں سے کوئی شخص ایسا ہے، جس کا نفس اللہ کے لئے خوش ہو؟ (اگر ہے) تو اسے چاہئے کہ وہ اس (قرآن کریم) کو بلند آواز سے پڑھے تاکہ قریش کے دلوں میں بیٹھ جائے، چنانچہ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا: میں ایسا کروں گا، چونکہ وہ عمدہ آواز کے مالک وحامل تھے، لہٰذا وہ خانہ کعبہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنی بلند آواز سے سورۂ رحمٰن کی تلاوت کی، پھر اس حال میں لوٹے کہ ان کا چہرہ روشن تھا۔ (بلخی)

علامہ جزریؒ (م ۸۳۳ھ) فرماتے ہیں کہ جہاں اور خوبیاں تھیں، اسی کے ساتھ ساتھ آپ تجوید قرآن کے امام بھی تھے، قرآن کریم کو عمدہ آواز کی وجہ سے بہت ٹھہر ٹھہر کر اور ترتیل کے ساتھ پڑھتے تھے (جزری)، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ قرآن کریم اس طریقہ پر پڑھے جیسا کہ نازل ہوا تو اسے چاہئے کہ وہ "عبداللہ بن مسعودؓ" کی قرأت کے مطابق پڑھے۔ (حوالہ مذکور)

صاحب اصحاب بدر کہتے ہیں کہ یہ (ابن مسعود) قرآن کریم کے بہت بڑے عالم تھے اور بہترین قاریوں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ (اصحب بدر و المجاہدون الاولون)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: "میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن کو چار آدمیوں سے حاصل کیا کرو، عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، ابی بن کعب اور سالم مولیٰ بن ابی حذیفہ" (قرطبی: الاستیعاب) ان کے علاوہ آپ سے متعلق بہت سی احادیث کتب حدیث میں بیان کی گئی ہیں۔ (ابن حجر، جزری) ان تمام احادیث اور روایات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ایک بالغ نظر شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ آپ کا اصحاب رسول کے مابین کتنا بلند علمی مرتبہ ومقام تھا، اولاً اسلام لانے کے بعد تحصیل علم کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے۔

ترمذی نے اسود بن یزید کے واسطے سے ابو موسیٰ اشعریؓ کی روایت ذکر کی ہے۔ "ابی موسیٰ" کہتے ہیں کہ: میں اور میرا بھائی یمن سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے (جب تک وہاں رہے) ہم لوگ عبداللہ بن مسعودؓ اور ان کی ماں کو اہل بیت ہی میں سے سمجھتے رہے، کیونکہ آپ ﷺ کے گھر پر ان کا کثرت سے آنا جانا تھا (ابن حجر) علامہ خیر الدین زرکلی کہتے ہیں کہ: عبداللہ بن مسعودؓ کا ہر وقت آپ ﷺ کے پاس آنا جانا تھا اور مستقل آپ ﷺ کے ساتھ ہی رہا کرتے تھے "يدخل عليه كل وقت و يمشى معه" (زرکلی اعلام)

تحصیل علم:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں آپ ہمیشہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں موجود رہتے اور آپ ﷺ سے کبھی جدا نہ ہوتے، آپ ﷺ کو جوتی پہناتے، آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ چلتے، جب آپ ﷺ قضائے حاجت کے لئے جاتے تو پردے کا انتظام کرتے، آپ ﷺ سو جاتے تو آپ کو بیدار کرتے" اسی لئے آپ صحابہ کرامؓ کے درمیان "السواک" اور "السواد" کے نام سے مشہور تھے (قرطبی استیعاب) نبی کریم ﷺ کی صحبت کا گہرا اثر ان کی علمی زندگی پر بھی پڑا، خود عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ سے دس دس آیتیں حاصل کیا کرتے تھے اور جب تک ہم ان حاصل کردہ دس آیت پر عمل پیرا نہ ہو جاتے آگے نہیں بڑھتے تھے (جزری: طبقات القرا) مزید فرماتے ہیں کہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اگر مجھے یہ خبر ہو جائے کہ مجھ سے زیادہ کوئی اور کتاب اللہ کا علم رکھنے والا اس روئے زمین پر ہے تو میں اس تک بھی اونٹ پر سوار ہو کر پہنچ جاؤں۔ (ایضاً) حضرت ابی ظبیان سے روایت ہے کہ: مجھ سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ: تم کون سی قرأت میں قرآن کریم پڑھتے ہو؟ میں نے کہا: قرأت اُولیٰ یعنی ام عبد کی قرأت میں، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اجل هى الآخرة" یہی آخرت میں لے جانے والی چیز ہے، پھر فرمایا: بیشک نبی کریم ﷺ ہر سال ایک مرتبہ جبرئیل امین علیہ السلام کو قرآن سناتے تھے، لیکن جس سال آپ ﷺ کا وصال ہوا، اس سال دو مرتبہ آپ ﷺ نے قرآن کریم کو سنایا اور اس وقت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حاضر تھے، انہیں یہ معلوم ہے کہ قرآن کریم کا کون سا حکم منسوخ کیا گیا ہے یا کون سی آیت تبدیل کر کے اس کی جگہ دوسری آیت نازل کی گئی ہے۔ (استیعاب)

ابی مسعودؓ سے روایت ہے کہ: خدا کی قسم! میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا کہ نبی کریم ﷺ نے اسے اس حال میں چھوڑا ہو کہ وہ ''ابن مسعودؓ'' سے زیادہ کتاب اللہ کا علم رکھتا ہو۔ (ایضاً)

تلامذہ:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے جس محنت و شوق کے ساتھ تفسیر و حدیث میں مہارت پیدا کی تھی بعینہٖ آپ کو یہ اوصاف دوسرے اصحاب میں پیدا کرنے کا بھی جذبہ تھا۔

مسروق بن الاجدع بن المالک الکوفی' حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے جلیل القدر شاگرد ہیں' آپ فرماتے ہیں کہ: ابن مسعودؓ کا طریقہ تفسیر یہ تھا کہ ایک سورت کی خود ہی تلاوت فرماتے ہیں اور پھر اس آیت کی تشریح میں احادیث رسول ﷺ بیان فرماتے ہیں اور فرماتے اور پھر سارا دن اس کی تفسیر بیان کرتے رہتے تھے۔ (ابوزاہد: تذکرۃ المفسرین)

سید دو عالم ﷺ کے اس دار فانی سے کوچ کر جانے کے بعد چونکہ آپ نے اپنی اقامت گاہ کوفہ بنالیا تھا' اس لئے وہاں بھی آپ نے باقاعدگی سے درس و تدریس کا آغاز کیا اور ایسے مایہ ناز و گرانقدر مفسر پیدا کئے جو ہر ایک اپنے علم کا بحر بیکراں تھا' آپ کے قریبی رشتہ داروں میں آپؓ کے بیٹے عبدالرحمٰن' ابوعبیدہ اور آپؓ کے بھائی کے بیٹے ''عبداللہ بن عتبہ'' آپ کی اہلیہ ''زینت الثقفیہ'' آپ سے روایت کرتے ہیں۔ (اصحاب بدر، ابن حجرؒ)

صحابہ کرام میں ابوموسیٰ' ابورافع' ابوشریح' ابو سعید' جابر' انسا' ابو جحیفہ' ابو امامہ اور ابو الفضل بگرہ وغیرہ ہیں۔

تابعین میں علقمہ بن قیس' ابوالاسود' مسروق بن الاجدع' ربیع بن خیثم' شریح القاضی' ابو وائل' زید بن وہب' زر بن حبیش' ابو عمرو الشیبانی' عبیدہ بن عمرو السلمانی' عمر بن میمون' عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ' ابو عثمان نہدی' حرث بن سوید اور ربیع بن خراش رحمہم اللہ ہیں۔ (ابن حجر)

علامہ جزری ؒ (م ۸۳۳ھ) نے آپ کے شاگردوں کی جو تعداد بتائی ہے وہ کچھ اس طرح ہے: اسود' تمیم بن حذلم' حارث بن قیس' زر بن حبیش' عبید بن نضلہ' علقمہ' عبیدہ السلمانی' عمرو بن شرحبیل' ابو عبدالرحمٰن السلمی' ابو عمر الشیبانی' زید بن وہب اور مسروق بن الاجدع۔ (غایۃ النہایہ) اس اعتبار سے علامہ جزری ؒ (م ۸۳۳ھ) نے ان کے شاگردوں کی جو تعداد بتائی ہے' اس سے فوراً ذہن اس طرف جاتا ہے کہ یہ تعداد بحیثیت فن قرآن کے سیکھنے کی ہے' کیونکہ علامہ جزری (م ۸۳۳ھ) خود بھی قرأت قرآن اور فن قرآن کے بہت بڑے عالم ہیں' اسی لئے انہوں نے اپنی عبارت میں: ''عرض القرآن علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' عرض علیہ الاسود...... الخ'' (ایضاً) کے الفاظ استعمال کئے ہیں' اس سے پتا چلتا ہے کہ علامہ جزری ؒ کا مقصود ان کے شاگردوں کا تفصیلی نام شمار کرانا نہیں ہے بلکہ مقصود وہ ہے جو فن قرآن اور عالم قرآن کے ساتھ بوجوہ احسن متصف ہو' اور یہ ظاہر ہے کہ آپ نے جتنے عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگردوں کا نام شمار کرایا ہے' وہ سب کے سب علم قرآن میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔

عراق کے مشہور تابعین مفسرین جن میں: ''علقمہ بن قیس' مرۃ الہمدانی' اسود بن یزید' عامر شعبی' حسن بصری' قتادہ اور عطاء بن مسلم خراسانی'' ہیں' یہ اکثر و بیشتر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہی کے پروردہ اور فیض یافتہ ہیں' اگرچہ دوسرے اصحاب نے بھی ان کی دینی و فکری تربیت میں حصہ لیا ہے' خصوصاً علی بن ابی طالب' لیکن اس تعلیم و تربیت میں حضرت عبداللہ بن مسعود کو زیادہ شہرت ملی' کوفہ میں تفسیر کی اشاعت خاص کر عبداللہ بن مسعود کے تلامذہ کے ذریعہ ہوئی' جن میں: ''مسروق بن الاجدع' علقمہ بن قیس' مرۃ الہمدانی کوفی...... عطاء بن ابی مسلم خراسانی' اسود بن یزید اور عامر شعبی'' کوفہ ہی میں درس دیتے تھے' ان میں دو حضرات کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں' ایک ''علقمہ بن قیس'' دوسرا ''اسود بن یزید'' کا۔ (تفسیر کشاف کا تحلیلی جائزہ)

عہدہ:

خلیفہ ثانی' حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ کو کوفہ روانہ کیا اور کوفہ والوں کے لئے یہ فرمان جاری کیا کہ: میں عمار بن یاسر کو تمہارا امیر بنا کر بھیج رہا ہوں اور عبداللہ بن مسعودؓ کو معلم و وزیر' اصحاب رسول (ﷺ) میں ان کا شمار شرفاء میں ہوتا ہے' یہ حضرات اہل بدر میں سے ہیں' لہٰذا ان کی اقتداء کرو اور یہ جو حکم دیں اس کی بجا آوری اپنا فرض سمجھو' بیشک میں اپنے آپ پر ''عبداللہ بن مسعودؓ'' کو ترجیح دیتا ہوں۔ (قرطبی: استیعاب)

ابال دیار البکری (م ۹۶۶ھ) نے ''اقام بالکوفۃ ومتولیا علی بیت المال'' (کوفہ میں قیام کے دوران بیت المال کے نگراں بھی تھے)۔ (البکری: تاریخ الخمیس فی احوال انفس النفیس ترجمہ عبداللہ بن مسعودؓ) برخلاف علامہ زرکلی کے کہ انہوں نے ''ولی بعد وفات النبی بیت المال'' (نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد بیت المال کے والی مقرر ہوئے) بیان کیا ہے۔ (اعلام) لیکن علامہ خیرالدین زرکلی کی یہ بات بالکل مبہم ہے کہ آپ ابوبکر وعمرؓ میں سے کس کے زمانہ میں بیت المال کے والی مقرر ہوئے تھے جبکہ علامہ جاحظ نے بالکل واضح

طور پر بیان کیا ہے کہ: ''وکان علی قضاء الکوفة وبیت مالها العمر بن الخطاب وصدراً من خلافة العثمان'' (آپ حضرت عمرؓ کے پورے زمانہ خلافت اور عثمانؓ کے ابتدائی زمانہ خلافت میں کوفہ کے قاضی اور بیت المال کے والی رہے ہیں)۔ (جاحظ: البیان والتبیین)

ابن الدیار البکری (م ۹۶۶ھ) نے اس بات پر تمام امت کا اتفاق نقل کیا ہے کہ آپ اپنی عمر کے اخیر زمانہ میں کوفہ سے مدینہ لوٹ آئے تھے ''واتفق انہ قدم المدینۃ فی آخر عمرہ'' کے الفاظ آئے ہیں۔ (ابن حجر' زرکلی' اصحاب بدر) ورنہ تقریباً سب ہی حضرات نے ایک ہی بات کو اپنے اپنے انداز و ڈھنگ سے بیان کیا ہے۔

وفات:

حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں آپ نے مدینہ ہی میں ۳۲ھ میں انتقال فرمایا (اناللہ وانا الیہ راجعون) حضرت عثمان بن عفانؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی (البکری: تاریخ الخمیس ترجمہ عبداللہ بن مسعودؓ) اور جنت البقیع میں آپ کو سپرد خاک کردیا گیا' انتقال کے وقت آپ کی عمر مبارک ساٹھ سال چنددن تھی۔ (ابن حجر' احمد بلخی' جزری' غایۃ النہایۃ' قرطبی: استیعاب' حرف العین' اصحاب بدر)

مناقب:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی طبیعت میں نہایت درجہ صفائی اور پاکیزگی تھی' بہت اچھے اور نفیس کپڑے پہنا کرتے تھے اکثر اوقات خوشبو کا استعمال کرتے تھے' آپ کے جسم پر گوشت کم تھا' لطیف قد تھا' پنڈلیاں پاکیزہ اور صاف ستھری تھیں' پیشانی کشادہ تھی' نہایت ذہین وفطین تھے' اتنے پست قد تھے کہ مجلس میں چھپ جایا کرتے' خوشبو اتنی کثرت سے استعمال کرتے تھے کہ جب اپنے گھر سے نکلتے تو راستہ چلنے والے خوشبو کی مہک سے پہچان لیتے کہ اس راستہ سے عبداللہ بن مسعودؓ گزرے ہیں۔ (زرکلی' جزری' جاحظ: البیان والتبیین' تحقیق حسن السندولی: مطبوعہ الاستقامہ القاہرہ' ابن الدیار البکری' تاریخ الخمیس ترجمہ عبداللہ بن مسعودؓ مطبوعہ مصر)

مرویات:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کردہ مرویات کتب حدیث میں کثرت سے ملتی ہیں' جن کو بعض علماء حدیث نے بالتفصیل بیان بھی کیا ہے' لیکن ان کی مرویات کے سلسلہ میں قدرے اختلاف بھی نظر آتا ہے' بہرحال جن حضرات نے ان کی مرویات کو بیان کیا ہے' وہ کچھ اس طرح ہے:

علامہ زرکلی نے صحیحین کے حوالے سے آپ کی مرویات کی تعداد ۸۴۸ بتلائی ہے' (اعلام) اور تقریباً یہی تعداد ''اصحاب بدر'' نے بھی بیان کی ہے۔ (اصحاب بدر)

اس کے برخلاف علامہ البکری (م ۹۶۶ھ) نے مرویات کی تعداد ۸۴۰ بتلائی ہے۔ (تاریخ الخمیس فی احوال انفس النفیس ترجمہ عبداللہ بن مسعودؓ) علامہ ابن حجر (م ۸۵۲ھ) نے تعداد روایت کا ذکر نہ کرتے ہوئے (آپ نبی کریم ﷺ سے کثیر تعداد میں روایت کرتے ہیں) پر ہی اکتفا کیا ہے۔ (ابن حجر)

بہرکیف یہ تھے مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جن کے بارے میں قارئین کو بالتفصیل معلومات بہم پہنچائی گئیں' ان کے جملہ احوال وکوائف کو بیان کرنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ ان کے بارے میں صحیح معلومات حاصل ہوجائے تاکہ انہی کے نقش قدم پر چل کر ہم اپنی زندگی کو سنوار سکیں اور آخرت میں جزاء کے مستحق ہوسکیں۔ (وماتوفیقی الا باللہ)۔ ☆☆

زندگی کی آخری روشنی

مولانا ابوالکلام آزاد

مسلمانوں کے لئے تمام عالم میں ہر طرف ایک ہی ہاتھ ہے جو رہنما ہوسکتا ہے' اور ایک ہی چشم نگراں ہے جو لغزشوں سے بچاسکتی ہے' یہ وہی ہے جو کبھی (کوہ سینا) پر تجلی حق بن کر چمکی' کبھی (فاران) پر ابر رحمت بن کر نمودار ہوئی' (غار ثور) میں: ''لا تحزن ان اللہ معنا'' کی صدا میں تھی' کبھی (بدر) کے کنارے ''ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم'' کے پیغام میں تھی' کبھی (احد) کے دامن میں: ''وکان حقاً علینا نصر المؤمنین'' کی بشارت تھی' اور آج بھی ایک لٹے ہوئے کارواں' ایک بربادشدہ قافلے اور ایک برہم شدہ انجمن کے لئے امید کا آخری سہارا اور زندگی کی آخری روشنی ہے:

''امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء' ویجعلکم خلفاء الارض' ء الہ مع اللہ قلیلاً ماتذکرون' امن یھدیکم فی ظلمات البحر والبر ومن یرسل الریاح بشراً بین یدی رحمتہ الہ مع اللہ' تعالی اللہ عما یشرکون۔''

ترجمہ: ''کون ہے کہ جب ایک مضطر اور بیقرار روح اس کو پکارتی ہے تو اس کی فریادوں کو سنتا ہے اور اس کی مصیبت کو دور کرتا ہے' اور کون ہے کہ اس نے تم کو زمین پر نائب بنایا اور اس کی وراثت بخشی' کیا خدا کے سوا کوئی اور ہے؟ پھر بتلاؤ کون ہے جو خشکی اور تری کی تاریکیوں میں ہدایت کرتا ہے اور باران رحمت سے پہلے ہواؤں کو بشارت کے لئے بھیج دیتا ہے' کیا خدا کے سوا کوئی اور ہے؟

مرتب: ابومحمد

توبہ کرنے والے حضرات کیلئے

ضروری ھدایات اور معمولات

میرے دوستو! محض بیعت ہو جانے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا جب تک مکمل طور پر ان امور سے بچنے کی کوشش نہ کی جائے' جن سے بچنے کے لئے توبہ کی گئی ہے اور اگر خدانخواستہ کوئی لغزش ہو جائے تو دوبارہ جلد سے جلد توبہ کی جائے۔

چند امور تحریر کئے جاتے ہیں' جن سے پورے اہتمام کے ساتھ بچنے کی کوشش کی جائے اور جن امور کو کرنے کے لئے کہا جائے ان کو دائمی طور پر پورا کریں۔

۱:...... اپنے ذمہ لوگوں کے جو جانی اور مالی حقوق ہوں ان کو ادا کرنے یا معاف کرانے کا خصوصی اہتمام کریں' لوگوں کے حقوق کا معاملہ خدا کے حقوق سے زیادہ سخت ہے' آخرت میں لوگوں کے حقوق ادا کئے بغیر چارہ نہیں۔

جانی حقوق:

۲:...... جانی حقوق میں مسلمان کی آبرو ریزی' علماء کی اہانت' گالی دینا' غیبت کرنا' چغل خوری کرنا وغیرہ سب اس میں شامل ہیں۔

مالی حقوق:

مالی حقوق: کسی کا حق دبالینا' دنیاوی قانون کی آڑ پکڑ کر کسی صاحب حق کا حق ادا نہ کرنا' رشوت وغیرہ سب اس میں داخل ہیں' اس کا خاص طور پر اہتمام رکھیں کہ دنیاوی معاملات میں بھی شریعت کے موافق عمل کریں' بعض لوگ عبادت کا اہتمام تو کرتے ہیں' لیکن معاملات میں شریعت کے احکام کو پس پشت ڈال دیتے ہیں' حالانکہ شریعت کے احکام جیسے عبادات کے متعلق ہیں' ایسے ہی معاملات کے متعلق بھی ہیں۔

اللہ کے حقوق:

اسی طریقے سے اللہ کے جو حقوق اپنے ذمہ ہوں' ان کو بھی بہت اہتمام کے ساتھ ادا کیا جائے جیسے قضا نمازیں' قضا روزے' کفارہ' زکوٰۃ' حج وغیرہ سب اس میں شامل ہیں' ان میں کوتاہی کرنے سے دین اور دنیا دونوں کا نقصان ہے۔

اتباع سنت:

۳:...... اتباع سنت کا بہت زیادہ اہتمام رکھیں' بالخصوص عبادات اور اخلاق میں' معمولات میں' اس

مولانا رشید الدین حمیدی رحمۃ اللہ علیہ

کی جستجو رکھیں کہ حضور ﷺ کا کیا معمول تھا' کھانے پینے کی چیزوں میں حضور ﷺ کی مرغوب چیزوں کی تحقیق کر کے اتباع کی کوشش کریں۔

تلاوت قرآن کریم:

جو حافظ قرآن کریم ہوں وہ کم از کم تین پارہ روزانہ پڑھنے کا معمول رکھیں' اس طریقے پر کہ ان کا زیادہ حصہ نفل نمازوں میں پڑھا کریں' لیکن جن لوگوں کو حفظ میں مہارت نہ ہو (یاد کرنے کے بعد جلد بھول جاتے ہوں) وہ ایک پارہ کو دو مرتبہ دیکھ کر یا نصف پارہ کو پانچ مرتبہ دیکھ کر اور ایک مرتبہ نفل میں پڑھیں' جو حافظ نہ ہوں ایک پارہ روزانہ تلاوت کا معمول رکھیں اور جو بالکل ہی قرآن پاک پڑھے ہوئے نہ ہوں وہ روزانہ ایک گھنٹہ قرآن کریم پڑھنے میں ضرور خرچ کریں' اپنے قریب کسی مکتب کے حافظ صاحب یا مسجد کے امام صاحب سے روزانہ تھوڑا تھوڑا پڑھ لیا کریں۔

۴:...... فجر کی نماز کے بعد روزانہ ایک مرتبہ سورۂ یٰسین شریف پڑھ کر اپنے سلسلہ کے تمام مشائخ کو ایصال ثواب کر دیا کریں۔

سورۂ ملک:

۵:...... بعد نماز عشاء سورۂ ملک اور جمعہ کے دن ہمیشہ سورۂ کہف پڑھنے کا معمول رکھیں۔

۶:...... سوتے وقت آیۃ الکرسی اور چاروں قل پڑھ کر دم کر لیا کریں۔

قربانی کے ایام:

۷:...... قربانی کے ایام میں اگر اللہ نے وسعت دی ہو تو حضور ﷺ کی طرف سے اور اپنے مشائخ کی طرف سے قربانی کر دیا کریں' اس سے ان حضرات کی برکات سے مستفیض ہونے کی اور آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کی قوی امید ہے۔

۸:...... نفل نمازیں اور خاص طور پر تہجد کی نماز کا خصوصیت کے ساتھ اہتمام رکھیں' کیونکہ تہجد کی نماز فتنوں سے حفاظت کے سلسلے میں اپنے اندر خاص اثر رکھتی ہے۔

نفلی روزے:

۹:...... محرم کی نو اور دس تاریخ ذوالحجہ کی نویں تاریخ اور شعبان کی پندرہویں تاریخ کے روزہ کا

خصوصیت کے ساتھ اہتمام رکھیں۔

الحزب الاعظم:

۱۰:..... الحزب الاعظم کی ایک منزل روزانہ پڑھا کریں' اہل علم معنیٰ کا لحاظ رکھتے ہوئے اس طرح پڑھیں کہ گویا اللہ تعالیٰ سے یہ دعائیں مانگ رہے ہیں۔

۱۱:..... کھانے' پینے اور سونے وغیرہ کے اوقات میں حضور اکرم ﷺ سے جو دعائیں نقل کی گئی ہیں' ان کو یاد کر کے معمول بنانے کی کوشش کریں۔

۱۲:..... ہر نماز کے بعد اور سوتے وقت (تسبیحات فاطمہ) ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ' ۳۳ مرتبہ الحمد للہ' ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھنے کا اہتمام رکھیں۔

۱۳:..... تسبیحات ستہ بعد نماز فجر و بعد نماز مغرب سبحان اللہ سو مرتبہ' الحمد للہ سو مرتبہ' لا الہ الا اللہ سو مرتبہ' اللہ اکبر سو مرتبہ' استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم واتوب الیہ سو مرتبہ' اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم کما تحب وترضی عدد ما تحب وترضی' سو مرتبہ' یہ تسبیحات ستہ روزانہ فجر کے نماز کے بعد مغرب کے نماز کے بعد نہایت اہتمام سے پابندی کے ساتھ پڑھتے رہیں۔

۱۴:..... مرشدی و مولائی حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی قدس سرہ' کے رسالے برکات ذکر' فضائل رمضان' فضائل حج' فضائل قرآن وغیرہ۔ حضرت تھانوی قدس سرہ العزیز کا رسالہ تعلیم الطالب' حیاۃ المسلمین' تعلیم الدین وغیرہ۔ حضرت مدنی قدس سرہ کے مکتوبات شیخ الاسلام کے سلوک و طریقت کا حصہ خصوصی طور پر مطالعہ میں رکھیں' اس سے انشاء اللہ بہت فائدہ ہوگا' اگر اس کو دوستوں کو بھی سنانے کا اہتمام کریں تو اس کا فائدہ دوچند ہو جائے گا۔

۱۵:..... دنیا کی زندگی چاہے کتنی ہی بڑھ جائے' بہر حال ختم ہونے والی ہے اور آخرت کی زندگی ہمیشہ باقی رہنے والی ہے' اس لئے اس زندگی کی فکر دنیوی زندگی سے کہیں زیادہ ہونے کی ضرورت ہے۔ موت کو کثرت سے یاد رکھئے' فضائل صدقات حصہ دوم کا مطالعہ اس کے لئے بہت مفید ہے' خالی اوقات کو اللہ کے ذکر سے مشغول رکھیں' بالخصوص مبارک اوقات کو جیسے: جمعہ کی شب' جمعہ کا دن' عرفہ کی رات' شب برأت' عیدین کی رات' لیلۃ القدر' یعنی رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کی طاق راتیں' ماہ رمضان المبارک کا تو ہر لمحہ انتہائی قیمتی ہے' اس کا کوئی منٹ بھی ضائع نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے اس حقیر کو بھی ان امور پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور قبولیت سے نوازے۔ آمین ثم آمین۔

☆☆.........☆☆

مساجد کے لئے خاص رعایت
جبار کارپٹس
ڈیلرز:
مون لائٹ کارپٹ
نیر کارپٹ
ثمر کارپٹ
وینس کارپٹ
اولمپیا کارپٹ
یونی ٹیک کارپٹ
پتہ:
این آر ایونیو' نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک "جی" برکات حیدری' ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503
E-mail :jabbarcarpet@cyber.net.pk

آہ! استاذ الحدیث

مولانا علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

علامہ انوار الحق مجاہد

اس کائنات میں بہت سے افراد آئے اور صفحۂ ہستی سے مٹ گئے ان کے جانے کے بعد ان کا کوئی نام لیوا نہ تھا اور کچھ ایسی ہستیاں بھی ہوتی ہیں کہ جن کے دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد بھی لوگ ان کے محاسن اور عمدہ اخلاق و کردار علمی و دینی خدمات کی بنا پر ان کو یاد رکھتے ہیں' ایسی ہی شخصیتوں میں سے ایک شخصیت' جبل استقامت' بطل حریت' عالم باعمل استاذ الحدیث حضرت مولانا علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی ہے کہ جن کی دینی خدمات و اعلائے کلمۃ اللہ والرسول کے لئے بے پایاں قربانیوں کو کبھی بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

آپ کی ولادت ۸/ اگست ۱۹۶۷ء میں ضلع بہاولنگر کے مشہور شہر ''فقیر والی'' میں ولی کامل نمونہ اسلاف قطب الاقطاب حضرت مولانا فضل محمدؒ فاضل دارالعلوم دیوبند (بانی جامعہ قاسم العلوم فقیر والی) کے ہونہار انتہائی لائق و فائق بیٹے شیخ الحدیث و التفسیر مولانا صوفی بشیر احمد قادری نعمانیؒ کے ہاں ہوئی اور آپ مولانا محمد قاسم قاسمی مدظلہ جامعہ قاسم العلوم فقیر والی کے بھتیجے اور ملتان شہر کی مشہور علمی شخصیت' ممتاز مذہبی اسکالر مولانا علامہ عبدالحق مجاہد مدظلہ صدر انجمن انوارالاسلام ملتان کے سگے بھانجے تھے۔

چونکہ تین بہنوں کے بعد پیدائش ہوئی تھی' اس لئے غیر معمولی خوشی اور مسرت کا اظہار کیا گیا' ابتدائی تعلیم سے لیکر مشکوۃ شریف تک تعلیم آپ نے اپنے والد ماجد بزرگوار اور دادا جان کے زیر سایہ جامعہ قاسم العلوم فقیر والی میں ہی حاصل کی' اس کے بعد درس نظامی کے آخری سال دورۂ حدیث شریف پڑھنے کے لئے جامعہ اشرفیہ لاہور تشریف لے گئے جبکہ اس وقت مسند حدیث پر علامۃ العصر' عارف باللہ مولانا موسیٰ روحانی بازیؒ' مولانا عبدالرحمٰن اشرفی مدظلہ' شیخ الحدیث صوفی محمد سرور جیسی علمی شخصیات جلوہ افروز تھیں' چنانچہ ان اکابرین کے سامنے زانوئے تلمذ کر کے صحاح ستہ کی تعلیم کو مکمل کیا' علوم دینیہ کے ساتھ ساتھ علوم عصریہ میں بھی دسترس حاصل کی' اس کے بعد اپنے مادر علمی جامعہ قاسم العلوم فقیر والی میں بطور مدرس تشریف لائے اور اٹھارہ سال مسند تدریس پر فائز رہے اس دوران آپ نے ابتدائی کتابوں سے لے کر صحاح ستہ کی مشہور کتاب صحیح مسلم شریف کا درس دیا۔

قدرت نے آپ کو قوت حافظہ اور اعلیٰ درجے کی افہام و تفہیم کی استعداد سے نوازا تھا' چنانچہ جن طلباء کو آپ کے حلقہ درس میں باقاعدہ اور باضابطہ شرکت کی سعادت نصیب ہوئی وہ بیان کرتے ہیں کہ آپ کا سبق جلال و جمال سے مزین ہوتا تھا' انتہائی عالمانہ و فاضلانہ انداز میں کلام کرتے تھے' خصوصاً فقہ میں قدوری شریف اور ادب میں مقامات حریری اور حدیث میں صحیح مسلم کا سبق مشہور تھا۔

تدریس کے ساتھ ساتھ آپ اپنے علاقہ کے مشہور معروف ہر دلعزیز خطیب تھے بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ خطابت بچپن سے ہی آپ کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی' جس کا سہرا آپ کے جد امجد مولانا فضل محمدؒ کے سر پر ہے' جنہوں نے آپ کو بارہا متعدد اجلاس وجلوسوں میں اک ننھے خطیب کے طور پر متعارف کرایا اور ایک موقع پر آپ کی تقریر سن کر بے ساختہ فرمایا' میرے اس پوتے میں اک اچھے خطیب کی جھلک نظر آرہی ہے اور مستقبل قریب میں بڑے خطباء میں شمار ہوگا۔

چنانچہ وہ بات جسے آپ کے جد امجد نے اپنی جوہر شناس نظروں اور جہاں دیدہ فراست سے کئی سال پہلے کہا تھا' اس کی تعبیر لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی کہ طلباء کے درمیان جامعہ قاسم العلوم فقیر والی میں تقریری مقابلہ ہوتا تھا' آپ جب تک جامعہ میں زیر تعلیم رہے' ہمیشہ فرسٹ پوزیشن حاصل کرتے تھے' سیرت النبیؐ اور عظمت صحابہؓ آپ کے پسندیدہ عنوانات تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کی محبت میں سرشار ہوکر انتہائی وجد کی حالت چند تقریریں لکھیں جو کتابی صورت میں شائع ہوئیں' جنہیں عوام الناس میں خصوصاً علماء و طلباء میں بے حد پذیرائی اور مقبولیت حاصل ہوئی یہ اس وقت کی بات ہے جب خطابات اور مواعظ کی عام کتابیں بھی دستیاب نہ تھیں' چونکہ آپ ایک کامیاب خطیب تھے' اور آپ کی تقریر جلسے میں کامیابی کی ضمانت سمجھی جاتی تھی' اس لئے ضلع بہاولنگر میں کوئی بھی جلسہ و جلوس ہوتا تو اس کے روح رواں

ہوتے تھے اور آپ کے بغیر وہ پروگرام اور اجلاس و اجتماع ادھورا تصور کیا جاتا تھا' احقاق حق وابطال باطل کے لئے کئی مرتبہ پس زنداں رہے' لیکن کبھی بھی حق بات کہنے سے جھکے اور نہ بکے' آپ کے تلامذہ کی ایک کثیر تعداد دین کی تبلیغ واشاعت میں مصروف ہے' چند کے اسماء درج ذیل ہیں: امام الصرف والنحو شیخ الحدیث مولانا حسین احمد ملتانی خطیب جامع مسجد غفوریہ جی الیون ٹو اسلام آباد' شیریں بیان مولانا محمد طارق ندیم خطیب جامعہ مسجد بی بلاک عارف والہ' مولانا ڈاکٹر حامد علی اعوان لیکچرار شعبہ علوم اسلامیہ بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان' پیر طریقت رہبر شریعت مولانا عبدالوکیل مہتمم جامعہ ابوہریرہ فیصل آباد' مولانا مفتی نور محمد مجاہد مہتمم جامعہ حسن بن علی' مولانا عطاء اللہ تونسوی مہتمم جامعہ علی المرتضیٰ' مولانا محمد اسلم شاد مہتمم جامعہ خلفاء راشدین فورٹ عباس' صاحبزادہ علامہ اسرارالحق مجاہد مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ ملتان' مولانا غازی عبدالرحیم قاسمی جامعہ ابو ہریرہ استاذ الحدیث جامعہ محمدیہ اشرفیہ نیو ملتان' اور مجھ ناچیز کو بھی ان کی شاگردی کا شرف حاصل ہے۔

۱۹/ نومبر ۱۹۹۹ء کو آپ نے علاقہ کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اک دینی ادارہ ''جامعہ دارالعلوم عثمانیہ فقیر والی'' کی بنیاد رکھی' قدرت نے آپ کو انتھک محنت اور انتہائی درجے کی جدوجہد و کوشش کے جذبے سے نوازا تھا' یہی وجہ ہے کہ عرصہ سات سال میں آپ نے اپنے ادارے کے لئے پسماندہ علاقہ میں وسائل کی عدم دستیابی اور مسائل کی یلغار کے باوجود شب و روز دین کی تبلیغ میں مصروف رہے' مختصر سے عرصہ میں ادارہ نے تعلیمی و تعمیری میدان میں قابل رشک ترقی کی' ادارہ ہذا میں مشکوٰۃ شریف تک بنین اور عالیہ تک بنات کے لئے تعلیم کا معقول انتظام ہے' تجوید' قرأت وحفظ وناظرہ کی تعلیم کے ساتھ ساتھ غریب اور مفلس و نادار بچوں کے لئے پرائمری تک عصری تعلیم کا بھی بندوبست کیا گیا ہے۔

قدرت نے جو کام آپ سے لینا تھا وہ پورا ہو چکا تھا' چنانچہ ۲۷/ جون ۲۰۰۶ء بروز منگل کو فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد معمول کے مطابق سیر کے لئے کھیتوں کی طرف گئے کہ اچانک آپ کی طبیعت بگڑ گئی' آپ کو فوراً قریبی سندھو ہسپتال میں لے جایا گیا اتنا شدید اٹیک تھا کہ جانبر نہ ہو سکے' بلند آواز سے کلمہ پڑھتے ہوئے جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی وفات کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے پنجاب میں پھیل گئی' عصر کی نماز کے بعد آپ کی نماز جنازہ کا اعلان کیا گیا تھا' لوگ ظہر کی بعد ہی آنا شروع ہو گئے' مقررہ وقت پر لوگوں کا اتنا بڑا اژدہام تھا کہ تل دھرنے کی جگہ نہ تھی' ہزاروں کی تعداد میں لوگ جمع تھے' جنازہ سے قبل آپ کے چچازاد بھائی مولانا مسعود قاسمی مہتمم جامعہ قاسم العلوم فقیر والی نے آپ کی وصیت سنائی جو آپ نے وفات سے چند منٹ پہلے کی تھی' جسے سن کر لوگ آبدیدہ ہو گئے' چنانچہ اس کے بعد ضلع بہاولنگر کی مشہور علمی شخصیت شیخ الحدیث مولانا جلیل احمد اخوان نے مختصر مگر جامع تقریر کی کہ جسے سن کر غمزدہ دلوں اور برستی ہوئی آنکھوں کو قرار حاصل ہوا اس کے بعد انہوں نے نماز جنازہ پڑھایا۔ آپ کے جنازہ میں ہر مکتبہ فکر کے لوگ شریک تھے' فقیر والی کی تاریخ میں آپ کا مثالی جنازہ تھا' چنانچہ آپ کو اپنے آبائی قبرستان میں والد ماجد کے سرہانے اور والدہ ماجدہ کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا' اگلے دن جامعہ میں ایک تعزیتی جلسہ تھا' جس میں علماء کرام ومشائخ عظام کی کثیر تعداد شریک تھی' جلسہ میں مختلف علماء نے خطاب کیا اور مولانا عثمانی کو خراج تحسین پیش کیا اور آخر میں آپ کے بزرگوار ماموں جان علامہ عبدالحق نے خطاب کیا اور مجلس شوریٰ وعلماء کرام کے متفقہ مشورہ و فیصلہ سے آپ کے برادر صغیر صاحبزادہ مولانا خورشید احمد نعمانی مدظلہ کو ادارہ کا مہتمم و صدر مقرر کیا گیا' جنہوں نے اپنی صلاحیتوں وعمدہ کارکردگی اور فہم وفراست سے ادارہ کے کام کو بام ثریا تک پہنچایا' اللہ تعالیٰ مولانا نعمانی مدظلہ کے علم وعمل وعمر میں برکت عطا فرمائے اور مولانا عثمانی مرحوم کے لگائے ہوئے گلشن کو تا قیامت مہکتا رکھے۔ آمین۔

☆☆......☆☆

دیکھوں جو کرم آپ ﷺ کا

مولانا عبدالرؤف راسخ

ہیں میرے نبی ﷺ فخر رسل' شاہ امم بھی
خالق سے تعلق ہے تو مخلوق کا غم بھی

مخلوق کے سرور ہیں تو بندے ہیں خدا کے
طیبہ کے مکیں اور سر عرش قدم بھی

حماد ہیں' محمود ہیں' احمد ہیں' محمد ﷺ
اللہ نے دیا ان کو ہے بخشش کا علم بھی

معراج کی شب پہنچے جہاں پر مرے آقا ﷺ
طاقت ہے بھلا کس کی' جو مارے وہاں دم بھی

نام آپ ﷺ کا لب پر ہے تو یاد آپ کی دل میں
آزاد ہوں ہر فکر سے' دل میں نہیں غم بھی

مایوس مجھے روز قیامت نہ کریں گے
رکھتے ہیں مرے آقا ﷺ تو دشمن کا بھرم بھی

اعمال کو دیکھوں' نہیں ممکن مری بخشش
دیکھوں جو کرم آپ ﷺ کا' رہتا نہیں غم بھی

راسخ کو کرائی ہے جو پہچان خدا کی
اس پر ہو طفیل آپ ﷺ کے' اللہ کا کرم بھی

کامیابی کی راہیں

حضرت ابو مالک اشعری ؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جنت میں کچھ ایسے بالا خانے ہیں (کہ جن کی نورانیت اور شفافیت اس قدر بڑھی ہوئی ہے) کہ ان کے اندر سے باہر کا منظر اور باہر سے اندر کا منظر آتا ہے اللہ رب العزت نے وہ بالا خانے ایسے شخص کے لئے تیار کئے ہیں جو نرمی سے گفتگو کرتا ہو اللہ کے بندوں کو کھانا کھلاتا ہو خوب روزے رکھتا ہو اور راتوں میں جب کہ لوگ نیند کے مزے لے رہے ہوں تو یہ نمازیں پڑھتا ہو۔" (شعب الایمان ترمذی)

تشریح:

انسان کی فطرت میں شوق اور خوف دونوں طرح کی صفات موجود ہیں' زندگی میں بہت سے کام آدمی شوق اور لگن کی وجہ سے انجام دیتا ہے اور کچھ ایسے بھی امور ہوتے ہیں کہ جن کو کرنے کے لئے طبیعت آمادہ نہیں ہوتی' لیکن کسی کے خوف و ڈر کی وجہ سے مجبوراً انسان اس کام کو انجام دیدیتا ہے' چنانچہ آپ قرآن و حدیث کے ذخیرہ میں بہت سی ایسی آیات اور ارشادات نبوی کو دیکھیں گے کہ جن کے ذریعے جہنم کے عذاب سے اعمال بد کے وبال سے اور گناہ گاروں کے بُرے انجام سے مختلف انداز میں ڈرایا گیا ہے' اسی طرح وہ آیات واحادیث بھی بے شمار ہیں جن میں آخرت کی نعمتوں کا تذکرہ' جنت کی خوش عیشی اور اعمال خیر کے بہترین انجام سے مختلف انداز میں روشناس کرایا گیا ہے' چونکہ اسلامی تعلیمات ترغیب وترہیب ہر دو اسلوب سے تعلق رکھتی ہیں' اس لئے نبی آخر الزماں ﷺ کے دیگر بہت سے اوصاف میں "بشیر" (یعنی نعمتوں کی خوشخبری دینے والا) اور "نذیر" (یعنی عذاب سے ڈرانے والا) کو بھی شامل کیا گیا ہے' چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ہم نے آپ کو گواہ نیز بشیر و نذیر بنا کر کے بھیجا ہے۔"

مندرجہ بالا روایت بھی ترغیب کے سلسلے کی ایک کڑی ہے' جس میں نبی کریم ﷺ جنت کی ایک خاص نعمت کا ذکر فرما کر کے امت کو اس کے حاصل کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔

مولانا اشہد رشیدی

مقام افسوس:

ہم رات و دن اس بات کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں کہ دنیا کی بہت سی سرکاری اور نیم سرکاری کمپنیاں تجارتی مراکز اور پرائیویٹ فیکٹریوں کے بیوپاری اپنے کاروبار کو آگے بڑھانے کے لئے خوشنما انعامات' محدود نفع اور پُرکشش اشتہارات کے ذریعے پبلک کو اپنی طرف راغب کرنے کی کوشش کرتے ہیں' لوگ ہیں کہ دیوانہ وار ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر تجارتی کمپنیوں کی پیشکش کو حاصل کرنے کی دوڑ میں مصروف ہوجاتے ہیں' جو حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے وہ خوش نصیب تصور کیا جاتا ہے اور جو کسی سستی یا خامی کی وجہ سے حاصل نہ کر پائے اسے محروم مانا جاتا ہے' لیکن دنیا کے اس تھوڑے سے نفع کے پیچھے اپنا سب کچھ داؤ پر لگادینے والے لوگ آخرت کی ہمیشہ باقی رہنے والی بیش بہا نعمتوں کے حصول میں کسی طرح کی مقابلہ آرائی اور جدوجہد کرتے دکھائی نہیں دیتے' جب کہ دنیا کا بڑے سے بڑا نفع بھی ایک نہ ایک دن یقیناً ختم ہوجائے گا اور آخرت کی چھوٹی سے چھوٹی نعمت بھی ہمیشہ باقی رہے گی خوش نصیب وہ شخص نہیں ہے جس کے ہاتھ دنیا کا کچھ مال ومتاع لگ گیا ہو بلکہ خوش نصیب وہ شخص ہے جس کو جنت کی نعمتیں اور آخرت کی راحتیں میسر آگئیں ہوں اسی طرح محروم وہ نہیں ہے جو دنیا کے محدود نفع کو حاصل نہ کرسکا ہو بلکہ محروم تو وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کی نعمتیں نہ مل سکی ہوں' قرآن کریم میں ایک جگہ اللہ رب العزت جنت کی نعمتوں اور اہل جنت کی راحتوں کا تذکرہ کرنے کے بعد انسانوں کو ان کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

"وفی ذلک فلیتنافس المتنافسون۔" (مطففین)

ترجمہ: "یہی وہ نعمتیں اور راحتیں ہیں جن کے حصول کے لئے لوگوں کو ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔"

حدیث بالا میں نبی کریم ﷺ جنت کے مخصوص طرح کی سہولیات سے آراستہ اور پیراستہ بالا خانوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی انوکھی طرز تعمیر کو بیان کرتے ہیں' چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ان بالا خانوں

کی دیواریں اس قدر صاف ستھری' پاکیزہ اور پرنور ہیں کہ اندر سے باہر کا منظر اور باہر سے اندر کا منظر دکھائی دیتا ہے۔

نوٹ: نبی کریم ﷺ کے بیان کردہ وصف خاص سے کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ ان بالا خانوں کی دیواریں اور چھتیں شیشے کی ہوں گی' جن سے باہر کی جانب سے اندر کا اور اندر سے باہر کا منظر دکھائی دے گا' کیونکہ جنت کی نعمتوں کی حقیقت تک پہنچنا اور ذہن ودماغ میں اس کا تصور بسانا بھی انسان کے بس میں نہیں ہے' لہٰذا مذکورہ بالا خانوں میں کس طرح کی دیواریں ہوں گی؟ کون سا میٹریل استعمال کیا گیا ہوگا' انداز تعمیر کیا ہوگی اس کی حقیقت سے اللہ کے سوا کوئی واقف نہیں' چنانچہ جنت کی نعمتوں کے سلسلے میں ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''جنت کی نعمتیں ایسی ہیں کہ جن کو کسی آنکھ نے دیکھا نہیں' نہ ہی کسی کان نے ان کی حقیقی تعریف سنی ہے اور نہ کسی انسان کے وہم وخیال میں اس کا تصور آیا ہے۔''

نبی کریم ﷺ درج بالا روایت میں جنت کے مخصوص بالا خانوں کا تذکرہ کرنے کے بعد لوگوں کو اس کے حصول کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ: اے لوگو! اللہ رب العزت نے ان عظیم الشان بالا خانوں کو ان لوگوں کے لئے تیار کیا ہے جو دنیا کی مختصر سی زندگی میں چار کام کرتے ہیں' تم بھی اپنے اندر یہ خوبیاں پیدا کرلو تاکہ جنت کے اس اعلیٰ ترین مقام کے مستحق بن سکو۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ بغیر کئے انسان کو کچھ نہیں ملا کرتا' حتیٰ کہ پانی پینے کے لئے بھی ہاتھ بڑھا کر گلاس اٹھا کر منہ کو لگانا پڑے گا اور پھر گھونٹ حلق سے نیچے اتارنا ہوگا' بغیر اس کے پانی سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا' لیکن عام طور پر انسان دنیا کی حد تک اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے کہ بغیر کئے کچھ نہیں ملتا' مگر آخرت کے سلسلے میں صرف دعاؤں اور تقدیر پر ہی بھروسا کرتا ہے' جدوجہد کرنے اور تھوڑے بہت وقت اور جان ومال کی قربانی دے کر آخرت کو بنانے کی اور وہاں کی نعمتوں کو حاصل کرنے کی جدوجہد میں سست اور کمزور دکھائی دیتا ہے' حالانکہ آخرت دنیا سے بدرجہا بہتر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''تم لوگ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو' حالانکہ آخرت دنیا سے بہتر ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔''

صفات اربعہ کی تفصیل:

نبی کریم ﷺ جنت کے خوشنما اور عجیب وغریب بالا خانوں کا تذکرہ کرنے کے بعد ان چار صفات کو ذکر فرماتے ہیں کہ جن کو اپنانے والا ان کا مستحق بن جائے گا۔

۱:...... الان الکلام: یعنی وہ شخص جو نرمی اور خندہ پیشانی کے ساتھ گفتگو کرتا ہو' محبت بھرے انداز میں بات چیت کرنے کا عادی ہو اس کو اللہ رب العزت جنت کا اعلیٰ مقام عطا فرمائے گا۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ نرمی اور خندہ پیشانی سے بات چیت وہی شخص کرسکتا ہے جو متواضع اور منکسر المزاج ہو' اپنے کو چھوٹا اور دوسروں کو بڑا سمجھتا ہو' ہر ایک کو عزت دیتا ہو' دوسروں کے ساتھ تواضع سے پیش آتا ہو' نبی کریم ﷺ ایک حدیث شریف میں تواضع اور انکساری کرنے والے شخص کی عظمت کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''جو شخص اللہ کو راضی کرنے کے لئے تواضع اور انکساری اختیار کرتا ہے' اللہ رب العزت اس کو سربلندی عطا فرماتا ہے۔''

اس کے برخلاف ترش روئی' تندخوئی اور سخت لب ولہجہ میں گفتگو کرنا کبر وغرور کی علامت ہے کیونکہ جو شخص عجب وتکبر اور بڑائی کے مہلک مرض میں مبتلا ہوگا وہ کسی سے سیدھے منہ بات کرنا اپنی شان کے خلاف سمجھے گا' قرآن کریم میں حضرت لقمان علیہ السلام کی وہ نصیحت ذکر کی گئی ہے جو انہوں نے اپنے بیٹے کو انداز گفتگو نرم کرنے اور بات چیت کے دوران آواز پست رکھنے کے سلسلے میں کی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اے بیٹے! چلنے میں میانہ روی اختیار کرنا اور آواز کو پست رکھنا کیونکہ تیز آوازوں میں سب سے ناپسندیدہ گدھے کی آواز ہے۔''

یعنی چلا چلا کر گفتگو کرنے والے کی آواز گدھے کی آواز کی طرح ناپسند کی جاتی ہے جب کہ آج کے دور میں گفتگو کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ فلاں سے گفتگو میں کوئی جیت نہیں سکتا وہ تو بولنے میں زبردست مہارت رکھتا ہے' اپنے سامنے کسی کو ٹکنے نہیں دیتا' مگر دنیا والوں کی نظر میں یہ چیز خوبی کی ہوسکتی ہے لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک اس طرح کا طرز گفتگو خبث باطن' عجب وتکبر' بگڑی ہوئی سوچ اور گندی ذہنیت کی واضح علامت ہے۔

مشاہدہ یہ بتاتا ہے کہ مسائل کو الجھانے سلجھانے میں' مشکلات کو پیدا کرنے اور ختم کرنے میں انداز گفتگو کا زبردست دخل ہے' چنانچہ نرم گفتگو اور محبت بھرے لب ولہجہ سے بڑے بڑے فتنے منٹوں میں ختم ہوجاتے ہیں' اس کے برعکس تلخ وترش انداز گفتگو کی وجہ سے رائی کا پہاڑ بن جایا کرتا ہے' گویا نرم لب ولہجہ کو اختیار کرنا دو عظیم فائدے پر مشتمل ہے: (۱) کبر وغرور کا قلع قمع ہوتا ہے' فتنہ وفساد کی جڑ مٹ جاتی ہے' اس لئے نبی کریم ﷺ اس روایت میں اس کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص نرمی سے گفتگو کرنا اپنی عادت بنالے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے مخصوص بالا خانوں میں ٹھکانہ نصیب فرمائے گا۔

۲:...... اطعم الطعام: یعنی وہ دوسری صفت

کہ جس کے اپنانے والے کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا کیا جائے گا' یہ ہے کہ آدمی آنے جانے والوں' ملنے جلنے والوں نیز احباب اور قرابت داروں کو کھلاتا پلاتا رہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس کو دیا ہے وہ اس کے بندوں کے سامنے پیش کرتا رہے۔

نبی کریم ﷺ اس جملے کے ذریعے جود وسخا اور عطا و بخشش سے متصف ہونے کا حکم دے رہے ہیں' گویا آپ یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ تمہارے پاس جو کچھ ہے وہ تمہارا اپنا نہیں ہے بلکہ اللہ رب العزت کا دیا ہوا ہے' لہٰذا بخل سے کام مت لو اور جمع کرکے مت رکھو' بلکہ اپنے دسترخوان کو کشادہ رکھو اس کی برکت سے اللہ تمہارے رزق میں وسعت عطا فرمائے گا' ایک حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ مہمان کی ضیافت کو ایمان کامل کی علامت بتاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر سچا ایمان رکھتا ہے' اس کو اپنے مہمان کی ضرور ضیافت کرنی چاہئے۔''

آج کے دور میں بہت سے افراد اور گھرانے ایسے ہیں جو آنے جانے والے لوگوں اور مہمانوں کی ضیافت سے کتراتے ہیں' لوگوں سے دور دور رہتے ہیں کہ کہیں کوئی نہ آئے' گھر کے دروازے پر آنے والوں سے باہر ہی کھڑے کھڑے گفتگو کرکے چھٹی لینا چاہتے ہیں' بیٹھنے کو بھی نہیں کہا جاتا کہ پھر کہیں کچھ کھلانا پلانا نہ پڑ جائے' حالانکہ حقیقت ہے کہ کوئی انسان کسی کو کچھ کھلا نہیں سکتا' ہر شخص وہی کھاتا ہے جو اس کی تقدیر میں لکھا ہوا ہوتا ہے' ہاں میزبان کے لئے مہمان کا آنا کلفت اور پریشانی کے بجائے فخر اور خوشی کا باعث ہونا چاہئے کہ اللہ رب العزت نے اپنے ایک بندے کا رزق اس کے دسترخوان پر اتار دیا وہ جو کچھ بھی کھا رہا ہے اپنی تقدیر کا کھا رہا ہے' میزبان کے حصہ کا کوئی ذرہ اس کے پیٹ میں نہیں جاسکتا' اللہ رب العزت قرآن کریم میں کھلانے والی ذات کون ہے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

''تم میں سے کوئی اپنی اولاد کو تنگی رزق کے خوف سے قتل نہ کرے' کیونکہ تم کو بھی میں ہی کھلاتا ہوں اور تمہاری آل واولاد کو کھلانے والی ذات بھی میری ہی ہے۔''

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے جس کو جتنی استطاعت دی ہے' اس کے مطابق بندگان خدا کو کھلانے پلانے میں ہرگز پس و پیش نہیں کرنا چاہئے' جو شخص اس صفت عالی کو اپنی عادت بنالے گا' اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے مخصوص بالاخانہ میں ٹھکانا نصیب فرمائے گا۔

۳:...... وتابع الصیام: یعنی وہ شخص جو جنت کے اعلیٰ ترین بالاخانوں میں رہنے کا خواہشمند ہو اس کو تیسری صفت یہ اپنانی چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ اللہ کو راضی رکھنے کے لئے روزے رکھے' اس کی برکت سے شہوانی قوت کمزور پڑے گی اور روحانیت میں اضافہ ہوگا۔ روزوں کی دو قسمیں ہیں: فرض' نفل۔

حدیث بالا میں کثرت سے روزے رکھنے کا حکم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ صرف رمضان کے فرض روزوں پر اکتفا نہ کیا جائے' بلکہ سال کے درمیان بھی نفلی روزے رکھے جائیں

روزے کے فضائل:

آج کل امت میں عمومی بگاڑ پیدا ہوگیا ہے' لوگ فرائض کو سرعام چھوڑ رہے ہیں' رمضان المبارک جیسے مبارک مہینے میں بھی کچھ ایسے شیطانی صفت لوگ معاشرے میں پائے جاتے ہیں' جو بلا جھجک کھاتے ہیں اور اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کرتے ہیں' بسا اوقات مسلم ہوٹلوں کے چاروں طرف تنی ہوئی چادریں رمضان کے دنوں میں دکھائی دیتی ہیں' جن کے پس پردہ روزہ خوری کی جاتی ہے' انسانوں کی نظروں سے چھپنے والوں کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ وہ کتنے ہی پردوں کے پیچھے چلے جائیں اللہ کی نظروں سے نہیں چھپ سکتے۔

یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جس طرح سے ان ہوٹلوں میں کھانے والے نام نہاد مسلمان اللہ کے غضب کو دعوت دے رہے ہیں' اسی طرح رمضان کے دنوں میں ہوٹلوں کو کھول کر بیٹھنے والے ان کے مالک بھی گناہ میں برابر کے شریک ہیں' کیونکہ وہ ہوٹل کھول کر کھانے پینے کی اشیاء تیار کرکے روزہ خوروں کی مدد اور اعانت کررہے ہیں اور جرم میں ساتھ دینے والا بھی شریک جرم مانا جاتا ہے' روزہ ایک ایسی عبادت ہے' جس کی وجہ سے اللہ رب العزت اپنے بندے سے نہایت اور بے انتہا محبت کرنے لگتا ہے' چنانچہ ایک روایت میں نبی کریم ﷺ اللہ رب العزت کا قول ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''ابن آدم کے ہر عمل خیر کا بدلہ دس سے لے کر سات سو گنا تک دیا جائے گا' سوائے روزے کے' کہ میرے لئے ہی رکھا گیا ہے' اور میں خود ہی اس کا بدلہ دوں گا۔'' (شیخین)

اور جب کسی عمل کا بدلہ فرشتوں کے ذریعہ دلوانے کے بجائے خود مالک الملک دینے لگے تو اس کی کوئی حد مقرر نہیں کی جاسکتی' جس طرح مالک الملک خدائے وحدہ لاشریک کی نعمتوں اور رحمتوں کی کوئی حد نہیں ہے' اسی طرح اس کی طرف سے روزہ دار کو ملنے والی عطا اور بخشش کی بھی کوئی حد نہیں ہے' ایک دوسری روایت میں نبی کریم ﷺ روزہ رکھنے والوں کے ساتھ جنت میں اللہ کے خصوصی فضل و کرم کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

جنت کے آٹھ دروازے ہیں' ان میں ایک کا نام ''ریان'' ہے جو صرف خاص طور پر روزہ رکھنے والوں کے لئے ہے۔''

یعنی اس میں سے صرف وہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے جو کثرت سے روزہ رکھتے ہیں' لیکن روزہ

جس طرح اجر عظیم کے حصول کا سبب ہے اسی طرح اس کو اللہ کی مرضی کے مطابق رکھنا بھی ضروری ہے اگر اس عظیم عبادت کو ادا کرتے ہوئے چوکسی نہ برتی گئی اور گناہوں سے اجتناب کی کوشش نہ کی گئی تو پھر ناکامی اور خسران کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ چنانچہ لڑائی جھگڑے گالم گلوچ غیبت اور بکواس نیز دھوکا دہی اور غلط بیانی جیسے گناہوں سے بھرپور بچنے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ اس عظیم عبادت کا بھرپور اجر مل سکے چنانچہ نبی کریم ﷺ ایک حدیث شریف میں گناہوں سے بچنے کی کوشش نہ کرنے والے روزہ داروں اور راتوں میں عبادت کرنے والوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"کتنے ہی روزہ دار ایسے ہیں کہ روزے کے عوض بھوک پیاس کے سوا کچھ ہاتھ نہیں لگتا اور کتنے ہی رات میں عبادت کرنے والے ایسے ہیں کہ جن کو رات میں جاگنے کے سوا کچھ نصیب نہیں ہوتا۔"

ماہ رمضان کے روزے کے علاوہ نفلی روزوں کا بھی اہتمام کرنا چاہئے جو شخص کثرت سے روزے رکھتے ہوئے سال کے دیگر مہینوں میں بھی اس عبادت کو انجام دیتا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا عظیم الشان بالا خانہ نصیب فرمائے گا ایک روایت میں نبی کریم ﷺ نفل کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"وہ شخص جو اللہ کی راہ میں ایک دن کا بھی روزہ رکھ لے اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے ستر سال کی دوری عطا فرمائے گا۔"

(شیخین) .

نبی کریم ﷺ سے سال بھر کے ہر مہینے میں تین روزے رکھنا ثابت ہی اگر کوئی شخص اس کی پابندی کرلے تو اس کو صوم دہر یعنی سال بھر روزہ رکھنے کا ثواب مل جائے گا۔

۴:...... وصلی باللیل والناس نیام: یعنی وہ شخص جو جنت کے اعلیٰ ترین بالا خانوں میں اپنا ٹھکانہ بنانا چاہتا ہے اس کو اپنے اندر چوتھی خوبی یہ پیدا کرنی چاہئے کہ جب دنیا والے رات میں نیند کے مزے لے رہے ہوں اس وقت اٹھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جائے اور حسب توفیق ایزدی دو چار یا اس سے زائد رکعتیں پڑھ لیا کرے اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے جنت کا اعلیٰ ترین مقام عطا فرمائے گا عام طور پر لوگ نوافل کی طرف توجہ نہیں دیتے اور محض فرائض کے اہتمام پر زور دیتے ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ نوافل کی رعایت کی برکت ہی سے انسان فرائض کی پورے طور پر پابندی کرسکتا ہے اگر نوافل پر توجہ نہ ہوگی تو فرائض میں یقیناً غفلت ہوگی اور پھر تہجد کی نماز کے تو بڑے فضائل ذکر کئے گئے ہیں جن کو مستقبل عنوان کے ساتھ کسی اور موقع پر ذکر کیا جائے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ درج بالا چاروں صفات سے ہر ایک شخص کو متصف ہونے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

HB ®
TRUSTABLE MARK
Hameed ® BROS JEWELLERS
3, Mohan Tarrace Sharhah-e-iraq Saddar Karachi. Code: 74400
Phone : 5675454, 5215551 Fax : (092-21) -5671503

چوتھی قسط

مجدد کی شناخت

پروفیسر یوسف سلیم چشتیؒ

علوم ظاہری و باطنی:

علوم ظاہری کے متعلق خود مرزا قادیانی کی شہادت ملاحظہ ہو جو انہوں نے اپنی تالیف کتاب البریہ ص:۱۳۵' خلاصہ حاشیہ' خزائن ج:۱۳' ص:۱۷۹ تا ۱۸۱ میں یوں قلم بند کیا ہے:

"بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا' جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کی کتابیں مجھے پڑھائیں...... جب میری عمر تقریباً دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے' ان سے میں نے صرف ونحو کی تعلیم حاصل کی...... جب میں اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا جس سے میں نے منطق حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا۔"

اس شہادت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جیسا کہ آج سے ایک صدی پیشتر عام دستور تھا' درس نظامی ختم کیا ہوگا' اگرچہ ان کے اساتذہ میں کوئی شخص ہندوستان کا نامور عالم نہیں تھا' لیکن یہ بات چنداں اہم نہیں کیونکہ مجدد کی مجددیت کا انحصار اساتذہ پر نہیں ہے' حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے بھی معمولی اساتذہ سے درس نظامی ہی ختم کیا تھا' لیکن جس چیز نے انہیں سر آمد فضلائے روزگار بنا دیا وہ ان کی ذاتی قابلیت تھی جو انہیں اللہ تعالیٰ نے ارزانی فرمائی تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے ایک خاص کام لینا چاہتا تھا' چنانچہ انہوں نے حجۃ البالغہ جیسی معرکۃ الآرا اور غیر فانی کتاب تصنیف کی' جس کے سامنے بقول علامہ شبلی نعمانیؒ' رازیؒ اور غزالیؒ کے کارنامے بھی ماند پڑ گئے' مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اگرچہ مرزا قادیانی نے چھوٹی بڑی ملا کر پچاس سے اوپر ہی کتابیں لکھ ڈالیں لیکن کوئی کتاب اس قابل نہیں کہ اسے حجۃ البالغہ تو خیر بڑی چیز ہے' علمی کتب کے مقابلہ میں بھی رکھا جائے' ان کے متبعین کہتے ہیں کہ حضرت صاحب نے بیاسی کتب تصنیف کیں' بہت خوب! ممکن ہے انہوں نے نوے لکھی ہوں لیکن کسی شخص کی علمیت کا اندازہ تصانیف کی تعداد سے نہیں ہوتا' دیکھنا یہ ہے کہ ان میں لکھا کیا ہے؟ دقت نظر' اجتہاد فکر' تبحر علم' زور بیان' وسعت معلومات اور ندرت خیال کے اظہار کے لئے بیاسی کتابیں لکھنے کی ضرورت نہیں' یہ بات صرف ایک کتاب کے لکھنے سے ظاہر ہو سکتی ہے' بشرطیکہ لکھنے والے میں کوئی جوہر موجود ہو۔

Bradlay نے مدۃ العمر میں دو چار کتابیں لکھی ہوں گی' لیکن اس کے ایک ہی فلسفیانہ مضمون جس کا عنوان (Affearuee & Reality) ہے' اسے فلاسفہ کی پہلی صف میں جگہ دلوا دی' ہزار بچگان روباہ' ایک طرف اور ایک بچہ شیر ایک طرف' ذوق کا سارا دیوان ایک طرف غالب کا ایک شعر ایک طرف۔

علامہ اقبالؒ نے اب تک جس قدر کتابیں تصنیف کی ہیں' ان کی تعداد چھ یا سات سے زیادہ نہیں' لیکن ان کی صرف ایک ہی تصنیف اس پایہ کی ہے کہ اس کے متعلق عقلائے دہر کا فتویٰ یہ ہے کہ یہ کتاب عصر حاضر کے مظاہر اکبر میں سے ہے اور بالیقین کہا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں کی آئندہ نسلیں اس کتاب پر فخر کیا کریں گی' اس کتاب کے ایک ایک صفحہ سے حضرت مصنف کی ظرف نگاہی اور بالغ نظری' وسعت معلومات اور تبحر علمی دقت نظر اور اجتہاد فکر کا اندازہ ہوسکتا ہے' سچ کہا گیا ہے کہ:

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

علاوہ ازیں تفسیر کبیر' احیاء العلوم' حجۃ البالغہ اس پایہ کی کتابیں ہیں کہ ہر زمانہ میں علماء اور فضلاء نے ان سے استفادہ کیا ہے اور ان کے مصنفین کی علمیت کا اعتراف کیا ہے' لیکن مرزا قادیانی کی جس قدر کتابیں ہیں' ان میں سے کسی کتاب سے کسی عالم نے کبھی استفادہ نہیں کیا' عوام کا اس جگہ ذکر نہیں کیونکہ مجدد وہ ہوتا ہے' جس کی تصانیف سے خواص بھی بہرہ اندوز ہو سکیں' علاوہ ازیں علمیت کا اندازہ عوام نہیں کر سکتے۔

اس جگہ اگر کوئی شخص یہ شبہ وارد کرے کہ بعض علمائے دہر نے قرآن مجید جیسی کتاب سے استفادہ نہیں کیا تو مرزا قادیانی پر کیا اعتراض ہے؟ اس کے دو جواب ہیں۔

پہلا جواب یہ ہے کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں جو قرآن مجید کی افادیت کا انکار کر سکے' اس جگہ غیر مسلم دنیا سے بحث نہیں ہے' تمام مسلمانوں نے تفسیر کبیر' احیاء العلوم اور حجۃ البالغہ سے استفادہ کیا ہے اور اس حقیقت کا کھلے دل سے اعتراف کیا لیکن دنیائے اسلام میں کسی عالم نے مرزا قادیانی کی کتب سے استفادہ نہیں کیا' استفادہ تو در کنار ان کی تردید میں ضخیم کتابیں لکھی ہیں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید کو پیش کرنا قیاس مع الفارق ہے' کیونکہ یہ کتاب ایک نئے مذہب کی حامل ہے اور ہدایت کی مدعی ہے' یہ کسی ایسے انسان کی تصنیف نہیں جو مجددیت کا مدعی تھا' جس کے لئے علوم ظاہری میں بلند مرتبہ ہونا شرط ہو' یہ تو خدا کا کلام ہے جو ایک امی انسان پر نازل ہوا اور چونکہ اس کتاب نے کفر و اسلام میں خط فاصل کھینچ دیا' اس لئے لامحالہ اس کے منکروں نے اس سے روگردانی کی' لیکن مجدد کی تصنیف کفر و اسلام میں حد فاصل کھینچنے والی نہیں ہوتی' وہ صرف اس کے تجر علمی کا نشان ہوتی ہے اور اسے دنیا اس نظر سے دیکھتی ہے کہ مصنف کی پرواز فکر کہاں تک ہے؟ یہ ایک ایسے انسان کی تصنیف ہوتی ہے جو نبوت کا مدعی نہیں ہوتا' چنانچہ یورپ کے اکثر علماء ڈاکٹر اقبالؒ کی تصنیف (Six Lectures) کے بلند پایہ فلسفیانہ کتاب ہونے کے معترف ہیں' اگرچہ وہ مسلمان نہیں ہیں۔

لیکن مرزا قادیانی نے کوئی کتاب ایسی نہیں لکھی جس کو پڑھ کر ایک مسلمان ان کے تجر علمی اور اجتہاد فکر کا معترف ہو سکے' اگر میں ان کی تصانیف پر تفصیلی تبصرہ کرنے لگوں تو یہ مضمون ایک ضخیم کتاب بن جائے گا' اس لئے یہ بات تو اس وقت ممکن نہیں' تاہم بعض اشارات ضروری ہیں تاکہ میرا دعویٰ پایہ ثبوت کو پہنچ سکے۔

مرزا قادیانی نے ۱۸۸۵ء میں براہین احمدیہ کا اشتہار بڑے طمطراق کے ساتھ دیا تھا کہ اس کتاب میں اسلام کی حقانیت پر ایک' دو نہیں پورے تین سو دلائل عقلیہ ایسے لکھے جائیں گے جو انسان تو کیا چشم فلک نے بھی نہ دیکھے ہوں گے' لیکن پانچ حصے لکھنے کے باوجود ہنوز وہ تین سو دلائل مدعی کے نہاں خانہ دماغ سے عالم وجود میں نہیں آئے اور چونکہ ۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی کا انتقال ہو گیا' اس لئے اب کوئی امید بھی باقی نہیں' سچ کہا ہے کسی نے کہ:

جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں

جن لوگوں نے علمائے اسلام کی عربی تصانیف پڑھی ہیں' وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے سرمہ چشم آریہ' نسیم دعوت' آئینہ کمالات اسلام اور نور القرآن وغیرہ میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب کا سب حکماء اور صوفیائے اسلام کی تصانیف سے ماخوذ ہے۔

حقیقت الوحی' تریاق القلوب' ازالہ اوہام اور توضیح المرام وغیرہ کتب میں جو کچھ خامہ فرسائی کی ہے وہ اپنی نبوت کی تشریح ہے یا وفات مسیح کے اثبات کی کوشش ہے۔

جنگ مقدس' چشمہ مسیحی' آریہ دھرم' ست بچن' انجام آتھم' تحفہ گولڑویہ وغیرہ مناظرہ اور مجادلہ کی کتابیں ہیں اور بالیقین کہا جا سکتا ہے کہ مولوی رحمت اللہ مرحوم نے عیسائیوں کے مقابلہ میں اور مولانا محمد قاسم نے آریوں کے مقابلہ میں ان سے بدرجہا بہتر کتب تصنیف کی ہیں' مسیحیت کی تردید میں جو دلائل عقلیہ و نقلیہ مولوی مرحوم کی کتب ازالہ اوہام' ازالۃ الشکوک اور اظہار الحق میں پائے جاتے ہیں' مرزا قادیانی کی تمام کتابوں میں ان کا عشر عشیر بھی موجود نہیں اور قاسم العلومؒ نے تقریر دل پذیر' میلہ خدا شناسی' قبلہ نما' انتصار الاسلام' جواب ترکی بہ ترکی میں جس عالمانہ طریق پر اسلام کی حقانیت آریہ دھرم کے مقابلہ میں ثابت کی ہے وہ انداز بیاں مرزا قادیانی کا یہاں تلاش کرنا ایسا ہی ہے جیسے کسی گدائے بے نوا کے گھر میں سچے موتیوں کی تلاش؟ فلسفیانہ نگارش تو بڑی چیز ہے' مرزا قادیانی تو اردو بھی صحیح نہیں لکھ سکتے تھے' ہر قسم کی اغلاط ان کی تحریر میں موجود ہیں۔

دو باتیں مرزا قادیانی کی تمام کتب میں قدر مشترک کے طور پر پائی جاتی ہیں' مسیح کی وفات کا مسئلہ اور برطانیہ کی خیر خواہی' اسی ایک مسئلہ کو انہوں نے ہر کتاب میں لکھا ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو ان کے اس ''کارنامہ'' میں بھی کوئی جدت نظر نہیں آتی' حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات پر انہوں نے کوئی دلیل ایسی نہیں دی جو لٹریچر میں پہلے سے موجود نہ ہو' ان سے کہیں زیادہ موثر پیرائے میں سر سید نے اس مضمون کو اپنی تفسیر میں لکھا ہے' فرق صرف اتنا ہے کہ سر سید صاحب کے یہاں مرزا قادیانی کا سا طرز تحریر نہیں پایا جاتا۔

مرزا قادیانی نے نثر کے علاوہ نظم میں بھی داد سخن دی ہے اور اس میدان میں بھی ان کا دامن اغلاط سے پاک نہیں ہے' افسوس کہ میں اس مختصر مضمون میں ناظرین کو ان الہامی شاعری کے سب نمونے نہیں دکھا سکتا' صرف ایک مصرعہ پر اکتفا کرتا ہوں' قیاس کن ز گلستان من بہار مرا' وہ مصرع یہ ہے:

ایک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا بندھے ازار

(درثمین ص:۱۴۳' براہین پنجم ص:۱۴۰' خزائن ص:۱۸' ج:۲۱)

مضمون کی رکاکت سے قطع نظر کیجئے اس ''قطعہ'' کو دیکھئے کم از کم اردو شاعری میں تو اس کا جواب کہیں مل نہیں سکتا' غالباً اسی قسم کی ادبی خوبیوں کو

دیکھ کر ان کے متبعین نے انہیں سلطان القلم کا خطاب دیا ہے۔

بقیہ تصانیف میں زیادہ تر مخالفین کے حق میں دشنام طرازیاں' فرضی پیشگوئیاں' ذاتی تعلیاں' سرکار کی مدح سرائی' اپنی وفاداری' چندہ کی طلب اور نبوت ورسالت کی تشریحات لایعنی پائی جاتی ہیں' ان میں سے کوئی بات ایسی نہیں جو بنی نوع آدم کے لئے دوامی فائدہ کے قرار دی جائے یا جس کو پڑھ کر مسلمانوں کا ایمان تازہ ہوسکے' آخر الذکر بات یعنی اپنی نبوت کی تشریح تو اس قدر مبہم اور پیچیدہ ہے کہ لاہوری اور قادیانی دونوں جماعتوں میں مابہ النزاع بنی ہوئی ہے اور میرا خیال تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی خود بھی آخر تک یہ نہ سمجھ سکے کہ میں کس قسم کا نبی ہوں؟ قادیانی پارٹی اس امر کی معترف ہے کہ حضرت صاحب کو ۱۹۰۱ء تک اپنے دعویٰ کی سمجھ نہیں آئی' لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ کیفیت ۱۹۰۸ء تک قائم رہی اور ان کی تمام عمر اقرار نبوت اور انکار نبوت کی الجھن میں بسر ہوگئی' کیونکہ اگر بقول قادیانی پارٹی ۱۹۰۱ء میں ان کو اپنے نبی ہونے کا حقیقی اور مستقل نبی ہونے کا یقین ہوگیا تھا' تو ۱۹۰۲ء میں وہ یہ نہ کہتے:

"میرا نام حقیقی طور پر نبی نہیں رکھا گیا بلکہ محض مجازی طور پر" (استفتا ضمیمہ حقیقت الوحی ص:۲۴' خزائن ج:۲۲' ص:۶۸۹)

اور یہ ظاہر ہے کہ حقیقی نبی اپنے آپ کو مجازی نبی نہیں کہہ سکتا۔ آخر میں ایک بات ان کے مبلغ کے متعلق اور بھی کہنا چاہتا ہوں' وہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے کئی خطوط چراغ علی کو لکھے تھے کہ براہ کرم فلاں مبحث پر مجھے اپنی تحقیقات کے نتائج سے مطلع کیجئے اور فلاں مضمون' جس کا آپ نے وعدہ فرمایا تھا جلد بھیجئے تاکہ میں اسے اپنی کتاب میں شامل کرسکوں' مجدد زماں اور یہ دریوزہ گری موجب صد استعجاب ہے۔

یہ تمام خطوط مولوی سید محمد یحییٰ تنہا (بی اے) نے اپنی کتاب "سیر المصنفین" میں درج کئے ہیں' اور ان کے مطالعہ سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے کہ مرزا قادیانی نے مولوی چراغ علی مرحوم سے علمی رنگ میں استفادہ کیا تھا' مولوی صاحب کے مضامین جن لوگوں نے پڑھے ہیں وہ اس بات میں مجھ سے متفق ہوں گے کہ ان کے تمام مضامین میں محققانہ رنگ پایا جاتا ہے اور یہ بات انہیں مرزا قادیانی پر نمایاں فوقیت عطا کرتی ہے' کیونکہ آپ ان (مرزا قادیانی) کی تمام کتابیں پڑھ جایئے کسی جگہ تحقیق (ریسرچ) کی جھلک نظر نہیں آئے گی۔

کس قدر تعجب کی بات ہے کہ جو شخص سلطان القلم ہو بلکہ مجدد ہو' جس کا دعویٰ یہ ہو کہ: "میں جب لکھتا ہوں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص مجھے اندر سے تعلیم دے رہا ہے' جس کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے بھی زیادہ ہو۔" (مضمون ڈاکٹر شاہنواز خان مندرجہ ریویو مئی ۱۹۲۹ء)

وہ شخص علمی مضامین کے لئے دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلائے؟' حالانکہ مجدد کی تعریف یہ ہے کہ وہ اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ عالم ہوتا ہے اور علمائے وقت اس سے استفادہ کرتے ہیں۔

یہ تو ہوئی مرزا قادیانی کے علوم ظاہری کی مختصر روداد' اب رہے باطنی علوم تو ان کے متعلق صرف اس قدر کہنا کافی ہوگا کہ مرزا قادیانی کے متبعین میں کوئی شخص ایسا نظر نہیں آتا' جس نے کسب فیض کرکے مرتبہ ولایت حاصل کیا ہو اور اس کا نام مشاہیر اولیائے ہندؒ کے زمرہ عالیہ میں شامل کیا جاسکے' ہاں! یہ ضرور ہے کہ بعض افراد نے ان پر ایمان لاکر نبوت کا درجہ ضرور حاصل کرلیا' اگرچہ اس بات کا افسوس ضرور ہے کہ مرزا قادیانی اور قادیانی جماعت دونوں نے ان بزرگوں کی کوئی قدرو منزلت نہیں کی بلکہ انہیں المخبوط الحواس قرار دے دیا۔ نمونہ کے طور پر ان میں سے بعض کے حالات ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں:

۱:......یار محمد قادیانی کی نبوت:

"ایک میرے استاد تھے جو اسکول میں پڑھایا کرتے تھے' بعد میں وہ نبوت کے مدعی بن گئے' ان کا نام یار محمد تھا' انہیں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) سے ایسی محبت تھی کہ اس کے نتیجہ میں ہی ان پر جنون کا رنگ غالب آگیا' ممکن ہے پہلے بھی ان کے دماغ میں کوئی نقص ہو مگر ہم نے تو یہی دیکھا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی محبت میں بڑھتے بڑھتے انہیں جنون ہوگیا اور وہ حضرت صاحب کی ہر پیشگوئی کو اپنی طرف منسوب کرنے لگے۔" (ارشاد میاں محمود احمد خلیفہ قادیانی مندرجہ اخبار الفضل ج:۲۲' شمارہ:۱' ص:۶' یکم جنوری ۱۹۳۵ء)

۲:......احمد نور کابلی قادیانی کی نبوت:

"لا الہ الا اللہ احمد نور رسول اللہ' اے لوگو! میں اللہ کا رسول ہوں اور میری وحی اللہ کی طرف سے ہے اور اب آسمان کے نیچے میری تابعداری اللہ کا دین ہے' میں رحمۃ للعالمین ہوں اور تمام انبیاء کا مظہر ہوں۔" (الکل لمۃ اجل' مصنفہ احمد نور کابلی ص:۲۱)

"سید احمد نور کابلی کے متعلق ہر شخص جانتا ہے کہ وہ خود مدعی نبوت ہیں' معذور اور بیمار آدمی ہیں' پس ان کا کام ہماری طرف کس طرح منسوب کیا جاسکتا ہے؟" (خطبہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل ج:۲۲' ش:۵۸' ص:۷' ۱۱/نومبر ۱۹۳۴ء)

(جاری ہے)

خبروں پر ایک نظر

پشاور مجلس کے ناظمین کی زیرنگرانی تبلیغی اجتماعات کا انعقاد

پشاور (نمائندہ خصوصی) اجتماعات میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرحد کے امیر مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی' ناظم تبلیغ مولانا سیّد امام شاہ' ناظم مجلس مولانا نورالحق نور' حاجی نظام اللہ' عنایت گل نے صوبائی مجلس کی نمائندگی کی۔ مقامی علماء کرام اور ناظمین مجلس کے افتتاحی خطاب کے بعد مولانا سیّد امام شاہ کا خطاب ہوا اور آخر میں مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی امیر مجلس نے مفصل خطاب فرمایا۔ اپنے بیانات میں انہوں نے کہا کہ: خاتم الانبیاء سیدالمرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''میری اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے ایک خوبصورت محل تعمیر کیا' لیکن اس محل میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی لوگ محل کے ارد گرد گھوم کر اس کو دیکھتے ہیں' اس کی خوبصورتی پر خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں' مگر اس ایک اینٹ کی خالی جگہ کو دیکھ کر تعجب کرتے ہیں کہ یہ جگہ خالی کیوں چھوڑ دی گئی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں وہ اینٹ ہوں اور میرے آنے سے قصر نبوت کی تعمیر مکمل ہوگئی' میں خاتم النبیین ہوں' میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی ہے کہ ''اول الانبیاء آدم و آخرھم محمد'' یعنی پہلے نبی آدم علیہ السلام تھے اور آخری نبی میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔ ختم نبوت کا مسئلہ اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرح دین اسلام کا بنیادی مسئلہ ہے' قرآن کریم کی سو آیات مبارکہ ذخیرہ احادیث میں سے دوسودس احادیث مسئلہ ختم نبوت پر شاہد اور دلیل ہیں اور بذات خود اس سلسلہ میں فخر کائنات حضرت آمنہ کے لال ہمارے آقا رسول مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اس طرح موجود ہے کہ جب یمن میں اسود عنسی لعین نے نبوت کا دعویٰ کیا تو حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مدینہ منورہ سے سفر کرکے یمن جاکر اسود عنسی کو جہنم رسید کرنے کی سعادت حاصل کی' حضرت جبرائیل کی اطلاع پر آپ نے خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے ''فاز فیروز'' فرمایا (فیروز کامیاب ہوگیا) اور یہ ایک ایسی ختم نبوت پر جامع دلیل ہے جس کے بعد منکرین ختم نبوت کا کسی اور دلیل کا طلب کرنا' ان کے کفر کے لئے کافی ہے' رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں امت مسلمہ کا پہلا اجماع جھوٹے مدعی نبوت' کذاب یمامہ مسیلمہ کذاب کے خلاف جہاد کرنے پر ہوا۔ مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے خلاف اس جہاد میں صحابہ کرام کی بہت بڑی تعداد نے شرکت فرمائی اور اس کذاب مدعی نبوت کو جہنم کا ایندھن بنانے میں بارہ سو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وتابعین رحمہم اللہ تعالیٰ نے جام شہادت نوش فرماکر قیامت تک آنے والی امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو اپنے عمل کے ذریعہ یہ پیغام دیا کہ ناموس رسالت اور تاج وتخت ختم نبوت کی حفاظت کے لئے اگر ضرورت پڑے تو دور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں ہماری قربانی کو مشعل راہ بنانا' محشر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں ہم آپ کا استقبال کریں گے۔

مفتی پوپلزئی صاحب نے کہا کہ اسلامی تاریخ اس کی گواہ ہے کہ جب بھی کسی اسلامی سلطنت میں کسی بدبخت نے جعلی نبوت کا ڈھونگ رچانے کی کوشش کی تو مسلم حکمرانوں نے اس بدبخت کو جہنم رسید کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی' بدقسمتی سے جب متحدہ ہندوستان میں انگریز نے اپنے منحوس قدم جمائے تو حکومت انگلشیہ نے عالم اسلام کی بیخ کنی' مسلمانوں کے دلوں سے عشق ومحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جذبہ جہاد ختم کرنے کے لئے قصبہ قادیان کے اپنے ایک نمک خوار' کاسہ لیس خاندان کے ناہنجار فرد پرائمری فیل انگریزی کچہری میں پندرہ روپے کے ماہوار اپنے نوکر کے ذریعہ قادیانیت کو خود کاشت کرکے اس کی مکمل سرپرستی کرتے ہوئے' قادیانیت کے کفر کو قبول کرنے والوں کو بڑے بڑے عہدے دے کر ان کو دین اسلام اور پوری امت مسلمہ کے خلاف استعمال کیا گیا۔ قادیانیت انگریز کے دور غلامی کی منحوس باقیات ہے' جو قیام پاکستان کے بعد بدنصیبی سے ہمارے حصہ میں آئی اور سرفرانس موڈی پاکستان کے پہلے گورنر پنجاب نے چناب نگر (سابقہ ربوہ) کی زمین دے کر اپنے اس خود کاشتہ پودے کو سہارا دیا' پاکستان جو اللہ تعالیٰ' رسول

عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلامی نظام کے قیام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا‘ اس پاکستان میں حکومت برطانیہ کی ذریت قادیانیوں نے اپنی ارتدادی سرگرمیوں کے ذریعہ سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکے ڈالنے شروع کئے‘ قادیانیت کی اس اسلام دشمن اور پاکستان کی سالمیت کے خلاف سرگرمیوں کو روکنے کی خاطر ۱۹۵۳ء میں ایک تحریک چلائی گئی‘ جس میں تمام مسالک کے مسلمانوں نے مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر متحد ہوکر ختم نبوت کے لئے عظیم الشان قربانیوں کا ریکارڈ قائم کیا‘ انہی شہداء کے مقدس خون کے صدقے ۱۹۷۴ء میں اہل اسلام نے متفقہ طور پر آئین پاکستان میں ایک ترمیم کے ذریعہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے جملہ پیروکاروں کو غیر مسلم قرار دیا‘ ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے ذریعہ ان کی ارتدادی سرگرمیوں پر قدغن لگی۔ قادیانیت کے کفر کے مقابل الحمدللہ! دور غلامی سے لے کر آج تک علماء کرام‘ مشائخ عظام کی قیادت میں اہل اسلام نے مثبت انداز میں جدوجہد کی ہے اور آج بھی اندرون اور بیرون ملک مرشد العلماء والصلحاء سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت میں تبلیغی جدوجہد جاری ہے‘ مجلس کے مبلغین علماء کرام تقریر اور تحریر کے ذریعہ یہ فریضہ بطریق احسن ادا کر رہے ہیں‘ اجتماعات کے آخر میں عوام سے اپیل کی گئی کہ وہ قادیانیوں کی سرگرمیوں کا قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے نوٹس لیں اور مسلمان بھائی علماء کرام کی قیادت میں قادیانی غیر مسلم گروہ کا سوشل بائیکاٹ کریں۔ آخر میں مفتی شہاب الدین پوپلزئی نے پرسوز انداز میں دعا فرمائی جس میں پاکستان کے استحکام‘ شرعی نظام کے قیام‘ کشمیر‘ فلسطین‘ افغانستان اور عراق میں مجاہدین اسلام کی کامیابی‘ اہل اسلام کی یکجہتی اور اتفاق واتحاد کی دعا کی۔ دعا کے بعد مجلس کا مطبوعہ لٹریچر بڑی تعداد میں مفت تقسیم کیا گیا اور بعدازاں گگہ ولہ میں مجلس کے دفتر کی افتتاحی تقریب ہوئی اور اچینی اور ارمڑ میں مزید اجتماعات کا فیصلہ کیا گیا‘ ہر دو مقامات پر یہ اجتماع جولائی کے پہلے عشرہ میں ہوئے۔

چار قادیانیوں کا قبول اسلام

بدین (نمائندہ خصوصی) بدین تلہار شہر کے قریب موٹن چانڈیو میں چار قادیانی مذہب کے آدمیوں نے قادیانی مذہب کو چھوڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھ کر قادیانی مذہب پر لعنت بھیجتے ہوئے مسلمان ہوگئے۔ ان چار آدمیوں کے نام ابراہیم چانڈیو‘ عبدالکریم چانڈیو‘ محمد خمیسو چانڈیو‘ نبی بخش چانڈیو نے قادیانیت چھوڑ کر مولانا محمد یعقوب شجاع آبادی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع بدین کے ہاتھ پر جمعہ کے روز مرکزی جامع مسجد بلال میں مولانا خان محمد جمالی امیر جمعیت علماء اور موٹن چانڈیو کے امام مولانا غلام مصطفی چانڈیو‘ حافظ گلزار احمد کی معیت میں مولانا محمد یعقوب شجاع آبادی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور جمعہ کے اجتماع پر مولانا محمد یعقوب شجاع آبادی نے کہا کہ قادیانیت دن بدن پسپا ہو رہی ہے اور وہ وقت دور نہیں کہ قادیانیوں کو قادیانیت کا آبائی وطن قادیان بھی پناہ نہیں دے گا۔

استدراک

ہفت روزہ ختم نبوت کے شمارہ ۲۵‘ یکم تا ۷/ جولائی ۲۰۰۷ء کے شمارہ میں صفحہ نمبر ۱۹ پر ”علامہ اقبال اور قادیانیت: تحقیق کے نئے زاویے“ نامی کتاب پر کمپوزنگ کی غلطی سے مبصر کا نام ”ایس اے یو کے“ بجائے بشیر احمد ایم اے (یو ایس اے) شائع ہوگیا۔ قارئین کرام تصحیح فرمالیں۔ (ادارہ)

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار‘ میٹھادر کراچی
فون:2545573

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1980
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

لا نبی بعدی

زیر سرپرستی

بمقام **جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر**

کورس ردقادیانیت وعیسائیت

نامور علماء ◉ مناظرین وماہرینِ فن لیکچر دیں گے ان شاء اللہ

بتاریخ

۴ تا ۲۷ شعبان ۱۴۲۸ھ

18 اگست تا 10 ستمبر 2007ء

خان محمد
حضرت قبلہ پیر طریقت مخدوم العلماء
نفیس الحسینی شاہ

- کورس میں شرکت کے لئے کم از کم ◉ درجہ رابعہ ◉ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔
- شرکاء کورس کو کاغذ، قلم، خوراک، وظیفہ اور کتب ردقادیانیت کا سیٹ دیا جائے گا۔
- کورس کے امتحان میں کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی اور بہتر پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی۔
- کورس میں داخلہ کے لئے سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی سند کی فوٹو کاپی لف ہو۔
- اپنی ضرورت اور موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔
- پتہ ترسیل درخواست دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122

زیر اہتمام

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت ◉ چناب نگر ◉ چنیوٹ ضلع جھنگ

فون: 047-6212611